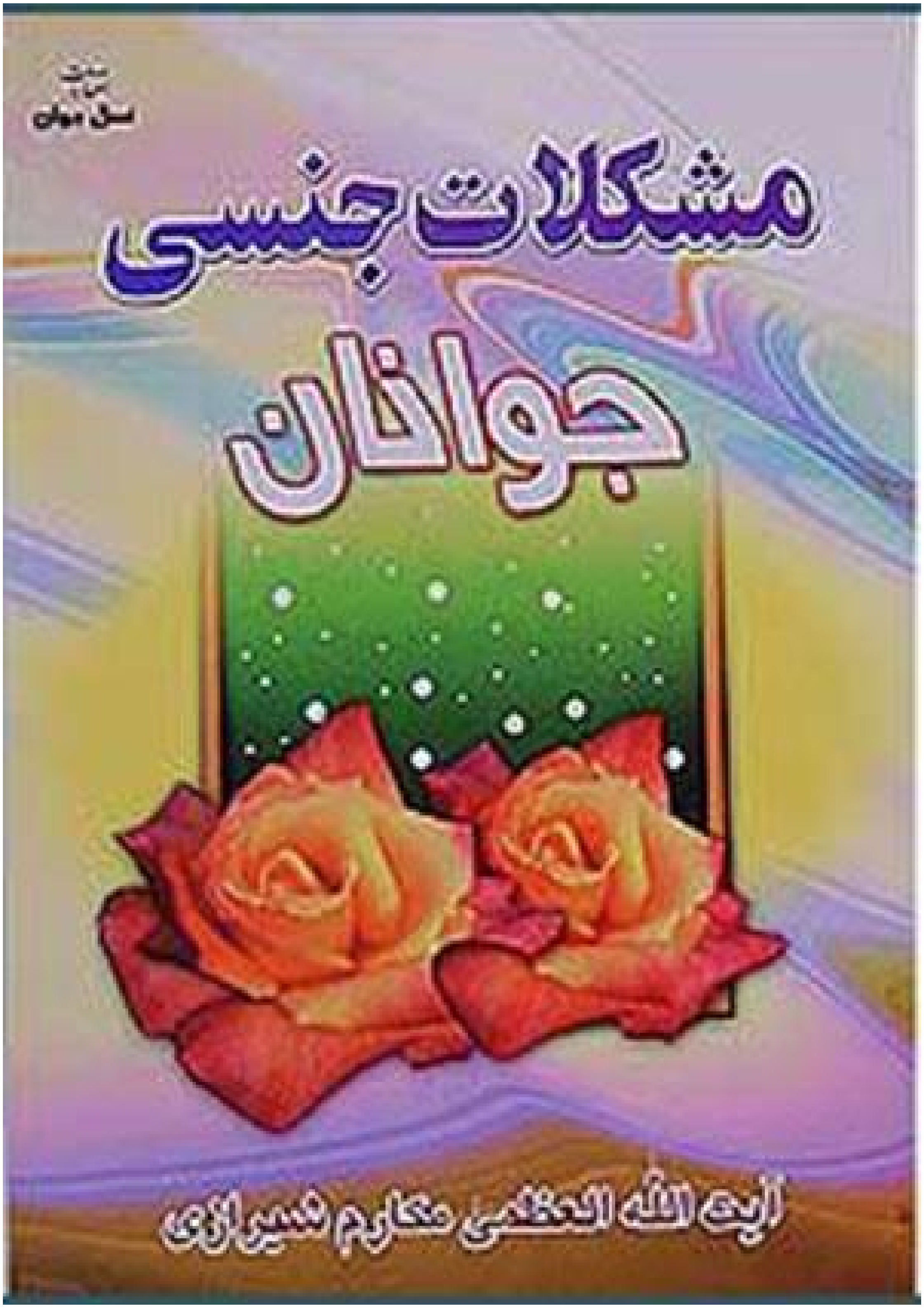
مشکلات جنسی
جوانان
آیت الله العظمی مکارم شیرازی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

کتاب: جوانوں کے جنسی مسائل اور ان کا حل

مصنف آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی

مقدمہ:

گھر والوں کو بیدار کرنے کے لیے چند ضروری ہدایات:

والدین غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں، اور جوان بچے جنکے لیے زندگی کے سانحات یقینی اور مسلم ہیں، بے اعتنائی اور لاپرواہی کا شکار ہیں، یا یوں کہا جائے مشکلات کی وحشت کو دور کرنے کی بجائے اسے بھلا دینا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ اوریا ڈپلومیٹک سیاست کی اصطلاح میں مشکلات کے مقابلہ میں صبر و انتظار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

ایسے حالات میں ہزاروں بے گناہ نوجوان اس لاپرواہی، بے اعتنائی اور جہالت کی بلی چڑھ جاتے ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں پورے سال ہزاروں ادارے، سیمینار، کانفرنس اور ان جیسے اجتماع منعقد کرتے ہیں تاکہ سمندروں کی تہوں میں موجود معادن کا پتہ لگا سکیں۔ مختلف جانوروں، سمندروں، ہواؤں، طوفانوں کے رخ، رات کے وقت تابیدہ ہونے والے کیڑے مکوڑے اور ان جیسی چیزوں پر تو غور و فکر کی جاتی ہے اور دنیا بھر کے دانشور حضرات جمع ہو کر اسطرح کے موضوعات پر تو بحث و مباحثہ کرتے ہیں لیکن جس موضوع پر گفتگو ہونی چاہیے وہ بہت ہی کم اور معمولی ہے۔ جبکہ جوانوں سے متعلق مسائل پر بحثیں جو کہ اس وقت بہت مبتلا بہ اور غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں اور دنیا والوں کے لیے قیمتی ذخیرہ کی حیثیت رکھتی ہیں زیر بحث نہیں لائی جاتیں۔

اسکا راہ حل کیا ہو سکتا ہے؟

ہماری اج کی دنیا پر عقل و منطق کا حکم کار فرما نہیں ہوتا ہے، حقیقت اور اساس کو شمار میں نہیں لایا جاتا۔ شاید سانحات کے راستوں اور مشکلات کو سرے سے ذاتی، جذباتی، دل بہلاؤ اور محض ایک سطحی ظاہری اور معاشرتی اسباب قرار دیا جاتا ہے۔ ورنہ اس اہم بحث کو اس درجہ نظر انداز نہ کیا جاتا اور صاحبان علم کی لاپرواہی، والدین کی اہم ذمہ داری کے آڑے نہیں آتی، انہیں چاہیے کہ وہ اپنے اس فریضہ کو فراموش نہ کریں، فارسی کی مثل ہے کہ اگر بچہ پر دائی کو رحم نہیں آتا اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ماںکو بھی رحم نہ آئے۔

آج کے جوانوں کے لیے مشکلات کی بھرمار میں جو اہمیت جنسی مسائل کی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے ۔ اور نہایت ہی افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ زندگی کی اس تیز رفتاری ، علم اور خصوصی دورات کی تحصیل میں وقت کی طوالت ، خاندانوں کی ترقی، جوان لڑکے لڑکیوں کے قدم کی لغزشیں، ایسے حالات میں یہ مسائل مزید پیچیدہ اور سخت ہو گئے ہیں ۔

ہم نے اس کتاب میں صریحی اور واضح طور پر ان مشکلات کو بیان کیا ہے اور راہ حل کی نشاندہی بھی کی ہے ۔ جبکہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس طرح کے مسائل زیر بحث نہیںلانا چاہیے (جنکا کوئی حل نہیں ہے) لیکن ہم نے ثابت کیا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں اور اگر سبھی والدین اور جوان ان مسائل کے حل کرنے پر کمربستہ ہوجائیں تو منزل دور نہیں ہے ۔

ہم نے اس کتاب میں ضمنی طور پر "جنسی کج رویوں" اور اسکے علاج اور رکاوٹ کے بارے میں مستقل بحثیں پیش کی ہیں ۔ جسکے مطالعہ سے یقینا تمام جوان افراد وافر مقدار میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں ، اور اس مشکل و بلا سے نجات حاصل کرسکتے ہیں ۔ حالانکہ یہ بحثیں رسالہ "نسل جوان" میں طبع ہوچکی ہیں ۔ لیکن بعض لوگوں کی درخواست اور اصرار پر (وہ خطوط جو طباعت کے دفتر میں بھیجے گئے) تجدید نظر اور تکملہ کے ساتھ اس کتاب میں ذکر کی گئی ہیں ۔ ہم خداوند کریم کی بارگاہ میںدعا گو ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ سبھی جوان اس کتاب کے دستورات اور اصول سے فائدہ حاصل کرکے زندگی کے ان حساس مسائل کو حل کریں ۔

پہلی فصل : شادی! ایک مشکل مسئلہ

۱۔ شریک حیات کے انتخاب میں مشکلات کا سامنا۔

سبھی جوان ان مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں ۔

جیسا کہ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ ان آخری سالوں میں شادیوں کی تعداد میں بہت کمی واقع ہوئی ہے ۔اور مقابلہ میں شادی کرنے کے سن و سال میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے ، خصوصا بڑے شہر اور متمدن شہروں میں رہنے والے افراد اس بلا کا زیادہ شکار ہیں ۔یہاں تک کہ شادیاں اتنی زیادہ عمر میں ہوتی ہیں کہ جوان اپنے تمام جوش و خروش اور تازگی کو گوا ں بیٹھتا ہے اور شادی کا مناسب و بہترین وقت جا چکا ہوتا ہے ۔

شادی کی تاخیر کے بہت سے اسباب و علل ہیں، مندرجہ ذیل چار اسباب خاص اہمیت کے حامل ہیں ۔

۱ ۔ پڑھائی کی مدت کا طولانی ہونا ۔

۲ ۔ناجائز تعلقات یا روابط کا آسانی سے فراہم ہو جانا ۔

۳ ۔ دلخواہ ضرورتوں اور شادی کے سنگین اخراجات کا فراہم نہ ہونا ۔

۴ ۔ لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے پر اعتماد نہ ہونا ۔

ہم اس مقام پر ابتدائی دو قسمیں جو زیادہ اہمیت رکھتی ہیں انہیں زیر بحث لائیں گے ۔

معاشرے کے بعض بزرگ افراد نے ان خطیر اسباب پر غور و فکر کرنے اور ایسے خطرناک اسباب سے مقابلہ کرنے کی بجائے جبری طور پر شادی کی پیشکش کی ہے ۔ گویا غیر شادی شدہ افراد کے لیے ایک مالی جرمانہ رکھا جائے اور جوانوں کو زبردستی شادی کرکے ان کو لباس خانوادگی پہننے پر مجبور کر دیا جائے ۔یا مختلف اداروں میں جوانوں کو ایک خاص عمر کی شرط کے ساتھ نوکری دی جائے اور انہیں اس مشکل سے نجات دلائی جائے ۔ یا کوئی سنگین سرزنش اور سزا ایسے جوانوں کے لیے مقرر کی جائے ۔

بعض جوانوں نے ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ کیا آپ کی رائے میں اس طرح کے اقدامات اور کوششیں صحیح ہیں؟۔

ہماری رائے کے مطابق "زبردستی شادی" سے مراد اگر جوانوں کو اداروں میں ملازمت نہ دینے وغیرہ کے ذریعہ مجبور کیا جائے تو شاید یہ عمل وقتی طور پر تو کسی حد تک اثر انداز، لیکن یہ طریقہ اس مسئلہ کا بنیادی راہ حل نہیں ہو سکتا کہ شادی میں کمی جو ایک خطرناک مصیبت معاشرہ کو لاحق ہو رہی ہے اسکا خاتمہ کر سکے ۔ بلکہ بہت ممکن ہے غیر مطلوب عکس العمل کا سامنا کرنا پڑ جائے ۔

اصل میں " شادی اور " اجبار " یہ دو کلمہ ایک دوسرے کے لیے متضاد ہیں ۔ اور یہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ، ازدواج اجباری کی مثال زبردستی والی دوستی اور محبت کی ہے (جو ناممکن ہے)۔

ازدواج (کے حقیقی معنی) جسم و روح کا ایک ایسا رابطہ ہے جو ایک مشترک زندگی کو سعادت و سکون کے ساتھ ایک اٹوٹ بندھن میں باندھتا ہے ۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ازدواج ایسے حالات میں ہو کہ جہاں کاملا آزادی کا ماحول اور کسی قسم کی زوروز بردستی نہ پائی جاتی ہو ، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہر اس شادی یا نکاح کا مردود و باطل قرار دیا ہے جو طرفین کی رضایت کے بغیر وجود میں آئے ۔

شادی فوجی ملازمت کی طرح نہیں ہے کہ مثلا کسی کو قانون کے حکم سے فوجی کیمپ میں لے جا کر اسے خاص کنٹرول کے ساتھ نظامی فنون سیکھنے کی ترغیب دلائی جائے ۔

تعجب کا مقام یہ ہے کہ اہل فن حضرات موجودہ مشکلات کی اساس و بنیاد کی معرفت کے بغیر کوشش کرتے ہیں کہ ان تمام مشکلات کو جو معاشرتی برائیوں کا نتیجہ ہے دور کریں ۔

میری نظر میں ان بحثوں کے بجائے اگرچہ قابل عمل بھی ہوں ہمیں چاہیے کہ ان فروع کی جڑوں تک پہنچیں اور انہیں اس طرح جلا دیا جائے کہ ایسی غیر طبیعی و غیر منطقی مشکلات معاشرے میں کبھی جنم لیں ۔

اس لیے ضروری ہے کہ ان چاروں مسائل پر گفتگو کی جائے جو ہمارے معاشرے میںیقینا اور مطلقا ازدواج کی کمی کے سبب بنتے ہیں ۔

جوانوں کی شادی میں پہلی اور بڑی مشکل پڑھائی کی مدت کا طویل ہونا ہے :

اگرچہ یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ ہر آدمی فقط تحصیل علم ہی کی وجہ سے شادی شدہ زندگی سے فرار کرتا ہے، بلکہ بہت سے جوان ایسے بھی ہیں کہ جو تحصیل علم سے فارغ ہو چکے ہیں ، پھر بھی غیر شادی شدہ ہیں یا پڑھائی چھوڑے ہوئے زمانہ گزر گیا مگر شادی نہیں کی ہے ۔

لیکن اس بات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پڑھائی کی طویل مدت بھی بہت سے جوانوں کے لیے شادی میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے ۔

پڑھائی کی مدت ہر فن میں تقریبا ۱۸ سال یا کچھ کم ہوتی ہے لہذا اس دور میں ایک جوان کو پڑھائی سے آزاد ہونے کے لیے تقریبا ۲۵ سال کی عمر درکار ہے (فارسی کا محاورہ ہے جوانی مفید جستجو و تلاش کا نام ہے) اس وقت اگر ہم لفظ جوانی کا صحیح اور واقعی معنی اسکے لیے استعمال کریں تو

(صحیح نہ ہوگا) گویا وہ جوانی کا بہترین حصہ چھوڑ چکا ہے اور اب جو اسکے پاس (عمر کا حصہ) بچا ہے اسکی حیثیت ایسی ہے جیسے ایک صفحہ میں حاشیہ کی حیثیت ہوتی ہے۔ اور ابھی آگے چل کر اس طالب علم کو اگر پڑھائی کی تکمیل کے لیے تخصص کرنا ہے تو اسکی عمر تقریبا ۳۵ سال ہو جائیگی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شادی کو پڑھائی کے مکمل ہونے تک موقوف کیا جائے (خواہ پڑھائی کی تکمیل میں کتنا ہی وقت کیوں نہ لگ جائے)

یا اس رابطہ (کہ جب تک پڑھائی مکمل نہ ہو شادی نہیں کرنا چاہیے) کو ختم کردیا جائے اور جوانوں کو اس ناقبل برداشت شرط سے آزاد کر دیا جائے ؟

(اور شادی کر دی جائے) جیسا کہ بعض دانشوروں کا کہنا ہے۔

دوسری جہت سے اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر جوان طالب علم کے اخراجات ہوتے ہیںوہ صرف خرچ کرنا جانتا ہے اور اخراجات کی اسے ضرورت بھی ہوتی ہے جبکہ ابھی وہ کمانے کی حالت میں نہیں اور نہ ہی اسکی کوئی آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے بھلا ایسے عالم میں وہ شادی کیسے کر سکتا ہے اور اس سنگین کمر شکن بار کو کیسے اٹھا سکتا ہے ۔؟

میری نظر میں اگر ہم ایک لمحے کے لیے آزادانہ تفکر کریں تو اس مسئلہ کا حل اس قدر مشکل نہیں ہے اس پر روشنی ڈالی جا سکتی اسکا حل یہ ہے کہ

: جوانوں کو چاہیے کہ پڑھائی کے دوران جب ایک مناسب عمر کو پہنچ جائیں تو اپنے والدین، دوستوں اور ہمدرد افراد کے مشورے کے ساتھ اپنے لیے شریک حیات منتخب کریں اور ابتداء میں ایک جائز رشتہ قائم کرلیں (عقد نکاح اور مذہبی و قانونی مراسم کے ساتھ) کہ جسکے لیے بہت زیادہ تشریفات اور انتظامات کی ضرورت نہ ہو اور غیر معمولی اخراجات نہ کرنے پڑیں۔ تاکہ لڑکا اور لڑکی یہ بات جان لیں کہ انکا ایک دوسرے سے جائز رشتہ ہے اور وہ آئندہ ایک دوسرے کے شریک حیات ہونے والے ہیں۔ اور امکانات کے فراہم ہوتے ہی پہلی فرصت میں شادی و رخصتی کے بقیہ مراسم سادگی اور عزت و احترام کے ساتھ مکمل کرلے جائیں۔ اس طریقہ کار کا پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ جوانوں کو روحانی سکون و اطمئنان حاصل ہوجائیگا۔ اس کے نتیجہ میں ان کی زندگی میں ایک خاص روشنی پیدا ہوجائیگی۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ عمل ان کی وحشتناک شیطانی وسوسوں سے جو ایک غیر شادی شدہ جوان کو آئندہ کی زندگی کے حوالے سے نقصان پہنچاتے ہیں نجات دہندہ ثابت ہوگا۔

ٍ اور یہ طریقہ جوانوں کو بہت سی اخلاقی کجرویوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور شادی کے امکانات فراہم ہونے کے بعد جو وقت ہم سفر کی تلاش میں صرف ہوتا ہے اسکی بچت کرتا ہے۔ نجات اور آزادگی کے ساتھ انکی زندگی کو ایک فطری مسیر پر گامزن ہونے

میں مددگار ثابت ہوگا۔ اس طرح کا عمل اکثر جوانوں کے لیے ممکن ہے اگر جوانوں کے ساتھ انکے والدین فکر و تامل سے کام لیں اور خود جوان بھی فکر سلیم کے ساتھ عمل کریں۔ اگر یہ طریقہ معاشرے اور مجتمع میں صحیح طریقے سے عملی دنیا میں قدم رکھلے تو دیگر بہت سے مسائل جو جوانوں سے تعلق رکھتے ہیں خود بخود آسان ہو جائینگے۔

مختصر یہ کہ اس شرعی نظریئے (عقد نکاح) اور لڑکی لڑکے کے اس جائز رشتہ کی برقراری سے نوجوانوں کو اپنی کچھ جنسی ضرورتوں کے پورا کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ نام زد کا زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ جو شادی شدہ زندگی کی بہت سی خصوصیات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ اور کسی حد تک جوانوں کی جنسی ضرورتوں کا بھی جبران کرتا ہے۔ (اسبات کی شرح محتاج بیان نہیں ہے)

اور اس طریقے سے جوانوں کو جنسی کجرویوں اور فحاشیت کی گندگی سے بچایا جا سکتا ہے جبکہ اس عمل سے لڑکے اور لڑکی کے اہل خانہ زیادہ اضافی اخراجات سے بھی بچے رہتے ہیں، بچے پیدا ہونے اور اسکے سبب اثر انداز ہونے والی مشکلات سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں۔

دوسرا راستہ جوانوں کی پڑھائی کے ایام میں وہی راستہ ہے کہ شادی کے اقدامات رخصتی سمیت مکمل ہو جائیں، لیکن خاص روش کو اختیار کیا جائے جو آج کے دور میں بہت عام ہے (اور بہت سے طریقے اسمیں شرعی اعتبار سے جائز بھی ہیں) وہ یہ کہ نطفے کے انعقاد سے پرہیز کیا جائے (اگرچہ شادی کا ہدف اور ثمر بچہ ہی ہوتا ہے) کیونکہ ان ایام میں اس طرح کے اخراجات ایک جوان طالب علم برداشت نہیں کر سکتا جو کہ اسکی پڑھائی کی تکمیل میں مشکل ایجاد کرتے ہیں۔ لیکن یہ تمام بحث اس صورت میں نفع بخش ہوگی کہ جب شادی کی رسم و رسومات بے ہودہ، احمقانہ اور کمر توڑ دینے والے اخراجات سے خالی اور سادگی سے انجام دی جائیں۔

در حقیقت اگر والدین اور خود جوان سعادت مندی و خوش بختی کے طلبگار ہیں تو انکے لیے یہ بہترین راستہ ہے۔ پڑھائی کی تکمیل کا انتظار اور اسکے بعد اچھی ملازمت یا کاروبار کا انتظام، گاڑی کا بندوبست، دوسرے وسائل خانہ اور شادی کے نا قابل برداشت اخراجات کا انتظام وغیرہ ان تمام چیزوں کے انتظار کا نتیجہ جوانوں کی آلودگی اور ہزاروں انحرافات کے سوا کچھ اور نہیں نکلتا جب تک جوان کی عمر ۳۵ یا ۴۰ برس کے قریب ہو جاتی ہے جو سرکاری اعتبار سے انسان کی ریٹائرمنٹ عمر ہوتی ہے اس طرح کی شادیاں سو فی صد روحانی اور حقیقی معنی میں ناکام اور غیر طبیعی ہوجاتی ہیں۔ اسلئے کہ اس طرح کی شادی انسانیت اور اسکی ضرورتوں کے ساتھ کوئی ہم آہنگی نہیں رکھتی ہیں، اور نہ ہی شادی کے اصلی اور معین ہدف کو پورا کرتی ہیں۔

فصل دوم: شادیوں کی تعداد میں کمی واقع ہونا انسانی معاشرے کا ایک بڑا المیہ ہے۔

شادی کی قلت اور جوانوں کا شادی شدہ زندگی کی طرف رغبت نہ کرنا اسکے مقابلہ میں مجرد زندگی کو ترجیح دینا، جبکہ ایسی شئ کو زندگی کا نام دینا مناسب نہیں ہے۔ یہ عالم انسانیت کے لیے ایک بڑا المیہ ہے جبکہ اس کے علاوہ بہت سے منفی آثار اس تیز رفتار زندگی کے ساتھ اس صدی کے انسانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔

شادی کی قلت فقط اس لیے المیہ نہیں ہے کہ یہ نسل یا کثرت اولاد پر کنٹرول کا سبب ہے اور حال حاضر میں دنیا کثرت جمعیت کی شکار ہے۔ اور آنے والے چند سالوں میں دنیا اقلیت کی شکار ہو جائیگی۔ (جبکہ کثرت جمعیت غیر صنعتی ممالک میں مکمل طور پر کنٹرول ہو چکی ہے) اس لیے قلت ازدواج پریشانی کا سبب بنی ہوئی ہے۔ بلکہ برائی کا بدتر مقام یہ ہے کہ مجرد افراد اجتماعی یا معاشرتی ذمہ داریوں میں بہت پیچھے ہو گئے ہیں۔ انکا رابطہ تمام معاشروں سے منقطع ہو گیا ہے اور انکا حال ایسا ہو گیا کہ جیسے بے کراں فضا میں کوئی غیر وزنی شئے سرگرداں پھرتی ہے۔ اس طرح کے افراد ممکن ہے کہ ایک معمولی چیز مٹی یا پانی سے اپنے رابطہ کو توڑ ڈالیں اور فوری طور پر کسی دوسرے نقطہ کی طرف پرواز کر جائیں یا یوں کہا جائے کہ غصہ و غضب کے عالم میں اپنی زندگی کو خیرباد کہ دیں اور زندگی سے چشم پوشی اختیار کر لیں۔

خودکشی کی کثرت اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کر دیتی ہے کہ خودکشی کرنے والے میں غیر شادی شدہ افراد کی نسبت شادی شدہ افراد سے ہمیشہ زیادہ رہی ہے۔ اگر آپ غور و فکر کریں تو دنیا میں جرائم کو انجام دینے والے افراد اکثر و بیشتر یا تو غیر شادی شدہ ہوتے ہیں یا اسکے مثل ہوتے ہیں در اصل شادی شدہ زندگی انسان کو اپنی ذات کو ترجیح دینے اور نفسا نفسی کی بیماری سے چھٹکارا دلاتی ہے اور اسکے اپنے ایک چھوٹے معاشرے (فیملی) کی وجہ سے ذمہ داری کا احساس دلاتی ہے۔ اس طرح اسکو ہر خطرناک و غلط ارادوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

ذمہ داری کا احساس اور معاشرے سے مربوط نہ ہونا یہ بھی برائی کا ایک دوسرا رخ ہے، جس میں سب سے اہم انسان کا اپنی تمام قوت و طاقت کو استعمال اور انہیں جمع نہیں کر پانا ہے جسکے نتیجے میں وہ اپنی زندگی کی ترقی سے محروم رہ جاتا ہے۔

یہ ہی وہ موضوع ہے جو کنوارے یا غیر شادی شدہ افراد کی زندگی کو سست بناتی ہے اور بے اعتنائی کے ساتھ ساتھ اسکی زندگی کے وسائل کی فراہمی اور اپنی سمجھ بوجھ کے استعمال سے فراہم شدہ امکانات کی حفاظت سے روکتی ہے۔ چنانچہ زندگی چلانے کے لیے وہ بھی ایک فرد کی جسکی زندگی جس طرح بھی گزرے اسے سختی کا احساس نہیں ہوتا نہ ہی اس کے تمام قوا کا استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

یہ ہی سبب ہے کہ بہت سے جوان جو مجردی کے زمانے میں اپنی زندگی تک نہیں چلا پاتے اور ہمیشہ دوسروں کے سہارے زندگی گزارتے ہیں اور معاشرے میں انہیں سست اور معذور شمار کیا جاتا ہے لیکن شادی شدہ زندگی کے شروع ہوتے ہی انکا شمار مستقل مزاج ،قوت مند، حوصلہ مند، اوربا فہم افراد میں ہونے لگتا ہے ۔ یہ سب ذمہ داری کے احساس کا نتیجہ ہے ۔

اسلامی روایات میں بھی اس بات کی طرف زور دیا گیا ہے اور (رزق شریک حیات کے ساتھ ہوتا ہے)شاید اسی فکر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ لہذا ایسے غیر شادی شدہ جوانوں کو اگر خانہ بدوش (، خیموں میں رہنے والے) سے تشبیہ دی جائے تو غلط نہ ہوگا کہ یہ لوگ کسی بھی سرزمیں کو آباد نہیں کرتے کیونکہ انہیں بہت ہی جلدی کسی دوسری جگہ کوچ کر جانا ہوتا ہے ۔اور یہ اپنی کوئی پہچان نہیں چھوڑتے ہیں ۔ اس حوال-ے سے یہ لوگ بہت ہی لا پرواہی سے کام لیتے ہیں ۔

اخلاقی نقطہ نظر سے غیر شادی شدہ شخص انسان کامل نہیں کہلایا جا سکتا ہے، کیونکہ بہت سے اخلاقی صفات جیسے وفاداری، درگزر، جوانمردی ا، محبت ، قربانی ، حق شناسی، ایک گھریلو اور شوہر و بیوی بچونکے ساتھ مشترک زندگی کے علاوہ بڑی تعداد میں مشاہدے میں نہیں آسکتے ہیں ۔ لہذا جو افراد ایسی زندگی سے دور ہیں وہ ان صفات کے مکمل معانی و مفہوم نہیں سمجھ سکتے ہیں ۔

یہ بات درست ہے کہ ایک شادی شدہ مشترک زندگی کے قبول کرنے کا مطلب بہت سی ذمہ داریوں اور مشکلات کو دعوت دینا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کوئی انسان مشکلات اور ذمہ داریوں سے مقابلہ کیئے بغیر کامل ہو سکتا ہے ؟

انسانی جسم و روح کی طبیعی و فطری ضرورت اور تقاضوں پر مشتمل مسائل کی جواب دہی اور ان کی عدم جواب دہی کی صورت میں پیش آنے والے فکری و جسمانی نا رسائی ایک مستقل باب کی حامل ہے ۔ ان واقعی اور غیر قابل انکار باتوں کے مد نظر اگر شادی نہ کرنے کا رواج بڑھتا رہے تو اسے ایک عظیم سماجی بحران اور فاجعہ کا نام دیا جا سکتا ہے اور ایسی تعبیر مےنکوئی مبالغہ نہیں ہے ۔

لیکن اس راہ میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی تاریک راہوں اور عظیم مشکلات کی موجودگی میں ہمارے جوانوں کو اس فطری اور معاشرتی فریضہ کو پورا کرنے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟ اس تیز رفتار زندگی ، اس کی تمام مشکلات ، زندگی کی بیجا امیدیں، والدین اور جوانوں کا اختلاف نظر، تعلیم کی بڑھتی ہوئی مدت ، رسم کی سات رکاوٹوں کی مانند بہت سی رکاوٹیں، روزگار کی پریشانیاں اور لوگوں کا ایک دوسرے سے بھروسے کا ختم ہو جانا ،کیا ان حالات میں جوان اس مقدس اور عظیم فریضے کو سر وقت انجام دے سکتاہیں؟

یہی وہ مسائل ہیں جن کو دقیق طریقے سے زیر بحث لانا چاہیے، اس لیے کہ اس کے بغیر معاشرے کی اس عظیم مشکل کا بنیادی حل نا ممکن ہے---۔

قابل غور نکتہ جس کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے یہ ہیکہ شادی اور اسکے سبب پیدا ہونے والی پریشانیوں کے موجد خود ہم اور ہمارا معاشرہ ہے جبکہ اس معاشرے کے معنی سوائے ہمارے وجود کے کچھ اور نہیں ہے ۔

یہ مشکلات آسمان سے نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی بطن زمین سے آشکار ہوئی ہیں بلکہ یہ ہم ہی جن کے سبب یہ وجوج میں آئی ہیں، ہمارے غلط فیصلے، غلط محاسبات اور ہمارا غلط رسوم و آداب کا شکار ہونا ، اندھی تقلید کرنا اس کا باعث بنتی ہیں ۔

لہذا اگر ہم محکم ارادے کے ساتھ مقابلہ کریں تو ان مشکلات کا خاتمہ کرسکتے ہیں ، اور نئے سرے سے پلاننگ کریں جو اوہام و خیالات اور غلط پےروی سے ہٹ کر حقیقت و واقعیت اور زندگی کے اصلی اور اساسی مفہوم پر بنی ہو ۔ اور اس کام کے لیے ایسا نہیں ہے کہ راستے بند ہو آج بھی راستے کھلے ہوئے ہیں، اور ایسا کرنا نا ممکن بھی نہیں ہے ۔

فصل سوم: ناجائز تعلقات کی فراہمی شادیوں میں قلت کی ایک اہم علت ہے۔

در حقیقت موجودہ زندگی ایک فطری اور حقیقی زندگی سے بالکل الگ ہو چکی ہے جسکی ایک مثال شادیوں میں شدت کے ساتھ کمی کا واقع ہونا ہے۔ اور جوانوں کا غیر شادی شدہ زندگی کو ترجیح دینا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں شادیوں کی کمی اور مجرد زندگی کی زیادتی بشری نسل پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ ا زندگی کو ایک عجیب رخ دیتی ہے جہاں انسان کسی ذمہ داری کا احساس نہیںکرتا ہے، سماج سے قطع تعلق ہو جاتا ہے، اور مجتمع و ماحول سے لا پرواہ ہوجاتاہے۔ یہ بشری معاشرے کے لیے ایک عظیم المیہ ہے۔

اگر ہم ان اخلاقی فسادات اور برائیوں کو جو اکثر غیر شادی شدہ افراد کو لاحق ہوتی ہیں اس بحث میں شامل کرتے ہیں تو اس مسئلہ کی شکل مزید واضح ہوجاتی ہے۔

فی الحال قاری کتاب کی توجہ کو اس مسئلہ کے بنیادی اسباب کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ وہ کون سے عوامل ہیں جو اس خطرناک اجتماعی وبال کا سبب بنتے ہیں۔

اگرچہ یہ بات درست ہے کہ یہ حالات اور مشکلات کسی ایک یا دو علت کی ایجاد نہیں ہیں لیکن بہت سی حقیقی علتیں ایسی ہیں جنکی اہمیت دوسری علتوں کہیں زیادہ ہیں، جنمیں ایک علت جوانوں نا جائز تعلقات کی فراہمی ہے۔

اس لیے ایک طرف جوانوں کو ایسے تعلقات کا آسانی سے فراہم ہو جانا، اور عورتوں کا آسانی سے فراہم ہو جانا ہے جسکی وجہ سے عورت جوانوں کی نظریں ایک ذلیل و خوار اور کم قیمت یا کبھی کبھی مفت شئی سمجھی جاتی ہے جسکو وہ بڑی آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں۔

اس طرح عورت کی جو قیمت و عزت اور وقار سابق معاشرے میں پایا جاتا تھا جو جوانوں کو اپنی طرف جذب کرتا تھا اور جوانوں کو اس کے حاصل کرنے میں غیر معمولی کوشش اور قربانی درکار ہوتی تھی وہ سب کچھ ختم ہوگیا ہے۔

عورتوں کی بڑھتی ہوئی برہنگی نے موجودہ دور میں ابتذال اور فحاشی کو بڑھا دیا ہے اگر یہ عمل ابتداء میں ہوسبازوں کی توجہ جذب کرنے کی خاطر رہا ہو تو آخر میں یہ ان کی فحاشی اور ان کی قدر و قیمت میں کمی کا سبب بنی ہے اور یہ ان کے ہدف اور توقع کے منافی ثابت ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جیسے پاک، مقدس عشق پرانے زمانے میں دیکھے جاتے تھے جو نکاح و عقد کے مقدمے کا محکم رشتہ بنتے تھے آج کے زمانے میں اس کے کوئی اثرات باقی نہیں رہ گئے۔ اسلیے کہ انسان ہمیشہ اس چیز سے عشق کرتا ہے کہ جو آسانی سے اسکی دسترس میں نہ آسکتی ہو۔ اور ایک سستی اور بیکار چیز سے انسان کا عشق کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔

ایک طرف بہت سے گستاخ و بے لگام افراد یہ کہتے ہیں کہ کیا ضرورت ہے کہ ایک عورت کے حصول کے لیے مرد ہزاروں شرائط اور شادی جیسی ذمہ داریوں کے بار کے نیچے آئے جبکہ بغیر کسی شرائط و ذمہ داریوں کے بہت سی عورتیں حاصل کی جا سکتی ہیں -!

چونکہ ای-سے لوگ ان غلط نتائج سے ناواقف ہیں جو جنسی و اخلاقی کجرویوں کے سبب حاصل ہوتے ہیں ، شادی اور عورت انکی نگاہ میں ایک جنسی خواہش پورا کرنے کا آلہ ہے شادی اور ایسے تمام شرائط و ذمہ داریونکو ایک احمقانہ عمل تصور کرتے ہیں اس لیے ایسے افراد اپنی پوری زندگی یا زندگی کا بہترین حصہ بغیر شادی کے گزار دیتے ہیں ۔

مندجہ بالا حقائق (ناجائز تعلقات کا آسانی سے فراہم ہوجانا) کی بنیاد پر شادیوں میں قلت کی وجوہات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہیں ۔یہی سبب ہے چونکہ مغربی معاشرے میں کوئی قید و بند نہیں ہے ، اور اس طرح کی آزادی زیادہ پائی جاتی ہے لہذا شادیوں کی قلت بھی زیادہ ہو گئی ہے ۔ اگر کوئی شادی ہوتی بھی ہے تو عمر دراز ہوجانے کے بعد جبکہ زیادہ عمر میں کی ہوئی شادی بے لطف ہوتی ہے اور زیادہ دنوں تک نہیں چل پاتی ہے، اور غالبا معمولی سے بہانے اور ہنسی ہنسی میں ٹوٹ جاتی ہے ۔

فحاشی اور بدنام اڈوں کے نتائج

مذکورہ بیان کے علاوہ یہ حقیقت بھی قابل بیان ہے کہ اس طرح کا ہر معاشرہ جو مجرد زندگی کو شادی شدہ زندگی پر ترجیح دیتا ہے اپنے پہلو میں ایک گندہ اور سڑا ہوا زخم لیے ہوئے ہے (جسے ہم زنا و فحاشی کا اڈہ نام دے سکتے ہیں)، جو شادیوں میں قلت کی ایک اہم علت ہے اور ساتھ ساتھ (شریف) خاندانوں کی عزت و آبرو خاک میں ملا دیتی ہے ۔

اس طرح کے گندے اور گھناونے اڈے آج ہر غیر سالم معاشرے کے پہلو میں پائے جاتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ معاشرے کا مزاج سالم نہیں ہے ۔

زناکاری کے یہ بدنام اڈے فقط اس حوالے سے قابل مذمت نہیں ہیں کہ یہاں سے فساد اور ظاہری و باطنی بیماریاں پھیلتی ہیں یا یہ اڈے شادیوں میں قلت اور جوانوں کے غیر شادی شدہ رہنے کا سبب بنتے ہیں، بلکہ ہر مسئلہ اپنے مقام پر مستقل بحث اور غور و فکر چاہتا ہے ۔

وہ عورتیں جو ان اڈوں پر جسم فروشی کا کاروبار کرتی ہیں ایسی عورتیں اس بحث کا ایک اہم و دقیق موضوع ہیں ۔

جن حضرات نے اس موضوع کا دقیق مطالعہ کیا ہے اور اپنی وسیع تحقیق کے ساتھ کتابیں لکھی ہیں وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایسی جسم فروش خواتین قرون وسطی کی ایک دردناک و وحشتناک غلامی کی مجسم مثال ہیں ۔

ایسی مطرود و پست ماندہ اور بے چارہ عورتیں جو ہمیشہ سر سے پیر تک ادھار اور قرض میں گرفتار رہتی ہیں اور دن و رات ایک شمع کی مانند سلگتی رہتی ہیں تاکہ غیر مردوں کی ھوا و ہوس و لذت کو پورا کر سکیںاور دنیا والوں کے چھوڑے ہوئے معاشرے کے حوالے اپنے آپ کو سونپ دیتی ہیں جبکہ انکے مرنے کے بعد انھیں کوئی سپرد خاک کرنے والا بھی نہیں ملتا ہے۔

کون سی عقل و منطق اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے کہ جس عصر میں غلامی کے خاتمہ کا دعوی کیا جاتا ہے اسی زمانے میں معاشرے کے پہلو میں بہت سے بے چارہ غلام پائے جاتے ہیں اور کوئی انکی آزادی کے لیے قدم نہ بڑھائے۔؟

لیکن افسوس کا مقام یہ ہیکہ اس دلسوز غلامی کو آج کے بہت سے بد بخت معاشرے نے عملا رسمی بنا دیا ہے، اس لیے کہ وہ عورتیں جو اس معاشرے کی گندی دلدل میں پھنسی ہیں ہو سکتا ہے وہ اسی غیر شرعی اور ناجائز تعلقات کا نتیجہ ہوں جو درجہ بدرجہ ان بدنام اڈوں تک لائی گئی ہوں۔ایسی بعض عوتوں کی کہانیاں جو کتابوں میں ذکر کی گئی ہیں یقینا بہت ہی دردناک و وحشتناک حادثات کا سبب ہیں، جو معاشرے کی پیشانی پر ایک بد نما داغ ہے مقام تاسف یہ ہیکہ ان مسائل کو بہت کم سے زیر بحث لایا جاتا ہے۔

لہذا خاندانوں کو پامال اور برباد ہونے سے بچانے کے لیے! شادیوں میں قلت کی تیزی کو روکنے کے لیے! اور ان بے نوا غلاموں کی آزادی کے لیے ہمیں چاہیے کہ اس بے لگام جنسی آزادی اور ناجائز تعلقات کی فراہمی پر روک لگائیں اور کنٹرول کریں، اس عمل کے لیے ایک صحیح اور منظم سسٹم تیار کریں ورنہ یہ کام ناممکن ہے۔

پیارے جوانوں! مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں خود اپنی اور اپنے دوستوں کی حفاظت میں دقت سے کام لیں اور گمراہی اور فریب دینے والے افراد جو اس طرح کی ناپاک آزادی کی طرف کھینچتے ہیں، ان سے اجتناب کریں۔

وہ لوگ جو ان حالات، بدنام اور برائی کے اڈوں کو معاشرے کی ضرورت سمجھتے ہیں اور اس کے ذریعے برائی کو ختم کرنا چاہتے ہیںاور ایسے نامناسب عمل کو خاندانوں کی حفاظت اور جوانوں کی سلامتی کا نام دیتے ہیں وہ یقینا بڑی بھول کا شکار ہیں۔

کیا ایسی بدبودار کیچڑ کا وجود جو بہت سے اخلاقی فساد کو معاشرے میں پھیلا رہی ہے اور ساتھ ساتھ جسمانی بیماریوں کو بھی پھیلا رہا ہے اور اسی وجہ سے اسکو معاشرے سے الگ بھی رکھا جاتا ہے۔ اور اس قید خانے کے گرد بلند چاردیواری بنا دینا کیا اس برائی کو گھرانوں میں پھیلنے اور سرایت کرنے سے روک سکتا ہے؟ آیا ایسا گندا ماحول کسی سماج

فصل چہارم: وہ وزنجیریں جس نے جوانوں کے ہاتھ پیروں کو جکڑ لیا ہے

صحیح ہے کہ ہماری شادی کے مناسب اور طبیعی وقت کو گزرے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا، لیکن ہمارے پاس گھر ہونے کی صورت میں ہم شادی کیسے کر سکتے ہیں؟ ابھی ہمارا اپنا گھر بھی نہیں ہے ابھی اپنی گاڑی بھی نہیں ہے، ابھی اچھی آمدنی والا کام بھی ہمارے پاس نہیں، ابھی بے شمار پیسے بھی نہیں جو شادی کے سنگین اخراجات، اور دلہن اور رشتہ داروں کے لیے ہدایا اور سوغات کے لیے ضروری ہوں۔ ابھی تک بڑی مناسب اور آبرومند جگہ بھی نہیں دیکھی جسمیںشادی کا پروگرام منعقد ہو سکے، ابھی ۔۔ ابھی۔۔!

ہم اپنی بیٹی کی شادی کیسے کر دیں جبکہ ابھی تک اسکے لیے ایک آئیڈیئل شوہر اچھی آمدنی والا، اچھے اور آبرومند کام والا، اچھی پوسٹ والا، اچھے گھر والا، اچھی پرسانلٹی والا، اچھی فیملی والا، رشتہ نہیں آیا، حالانکہ رشتے آتے ہیں مگر ایک دو شرطیں اسمیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ ابھی تک ہم نے اسکے لیے ضروری جہیز کا بھی انتظام نہیں کیا جیسے گھر کا سامان، فرش، صوفا، فریج، واشنگ مشین، کھانوں کے برتن کے مختلف سیٹ، استری، الیکٹرک جھاڑو، کپڑے سینے کی مشین وغیرہ اور جہیز کے دوسرے بعض سامان فراہم نہیں ہو سکے ہیں۔

اگر ہم اس حال میں اپنی بیٹی کی شادی کریں تو سوائے آبروریزی کے کچھ اور نہیں ملنے والا ہے! کیا کریں کہ معاشرے نے یہ چیزیں ہم پر بار کر دی ہیں، کیا کیا جائے ہمارے گرد کی سخت و پریشان کن شرطیں جیسے کچھ کرنے نہیں دیتی ہیں۔

اس طرح کا درد دل یا صحیح عذر اور بنی اسرائیل جیسے بہانے جو بہت سے جوان لڑکے لڑکیاںاور والدین کی جانب سے بیان ہوئے ہیں، جو شادی کے امور میں اقدام میں مانع ہوتے ہیں۔

عقلمندی کہتی ہے: زندگی کے دو حصے ہوتے ہیں پہلا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کی امید میں اور دوسرا آدھا حصہ پہلے آدھے حصے کے افسوس میں گزرتا ہے۔ امید کے بجائے خواب اگر لفظ خواب استعمال کریں تو مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے، کہ زندگی کا پہلا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کے خواب میں گزر جاتا ہے اور دوسرا آدھا پہلے آدھے حصے کے افسوس میں تلف ہو جاتا ہے اور اس کی بہترین مثال ہمارے جوانوں کی شادیوں کا مسئلہ ہے جنکی پہلی آدھی عمر بہترین شریک حیات کی تلاش اور خواب میں گزر جاتی ہے اور باقی آدھی زندگی اسکے افسوس میں برباد ہوجاتی ہے۔

بہرحال ان جوانوں اور والدین سے گذارش ہے ان حالات اور قید و بند کی زنجیروں کو پیدا کرنے کا ذمہ دار سوائے تمہارے خود کے کوئی اور نہیں ہے، تم نے خود ہی ان حالات و شرائط اور قید و بند کی زنجیروں کو اپنے ہاتھ اور پاؤں میں ڈالا ہے۔

خود تم نے ہی شادی شدہ زندگی کے لیے اس طرح کا ایک کھوکلا اور خیالی مفہوم ایجاد کر لیا ہے ۔اور اپنے لیے خیالی، واقعی خوش بختی اور سعادت مندی کی راہیں بند کر لی ہیں ۔

اپنی خوش نصیبی کی جو راہیں تم نے ہموار کی ہیں وہ ہرگز تم کو منزل تک نہیں پہنچا سکتی ، اس لیے تمام تجربوں اور تحقیقات نے اس حقیقت کو ثابت کیا ہے ۔

رقیبوں کی نظر بد ، ایک دوسرے کی اندھی تقلید ، غیر اہم امور کا اہم بنانا ، یہ گمراہ کرنے والے نظریات اور یہ نہ پوری ہونے والی آرزوئیں ، اور جھوٹے خواب یہ ہی وہ حقیقتیں ہیں کہ جنھوں نے تمہارے ہاتھ پیروں میں بھاری زنجیریں ڈال دی ہیں ، جو تم کو ایک جوان کے اہم کام سے روکتی ہیں ۔

اے میرے عزیز جوانوں اور والدین! اگر تم لوگ ہمت اور حوصلے کے ساتھ اپنے پیروں میں پڑی ان زنجیروں کو نکال دو اور ان گمراہ کرنے والے بتوں کو توڑ ڈالو تو اس وقت تم کو احساس ہوگا کہ تم نے روحانی طور پر کتنی عظیم آزادی حاصل کر لی ہے اور اپنی زندگی کو کس درجہ خوش نصیب اور سعادتمند بنا لیا ہے ۔

سچ تو یہ ہے کہ آپ نے کسے یکھا ہے جس نے آغاز جوانی میں ہی گُمر اور زندگی کے آسائش و آرام کی تمام اشیاء فراہم کر لی ہوں ۔ جو آپ کے ہم سفر کے بارے میں یہ توقع رکھتے ہیں ۔ تمام لوگ اپنی زندگی کی ابتداء سے سفر سے شروع کرتے ہیں ، ہاں جو لوگ خاندانی اور موروثی صاحب ثروت و مال ہیں ، ممکن ان کے ساتھ ایسا نہ ہوا ہو۔ البتہ چونکہ وہ لوگ جو خود غالبا اپنی محنت سے اس منزل تک نہیں پہنچے ہیں وہ چاہے خوشی کے ساتھ یہ بات کہوں یا افسوس کے ساتھ ان مال و ثروت کی حفاظت پر قادر نہیں ہوتے ۔

اپنے کاموں کو آسان جانو! جیسے ہی شادی کے لیے سادہ اور عاقلانہ شرائط فراہم ہو جائیں فوری اقدام کر دیں ۔

ہماری نظر میں نہایت سادہ اور بے جا انتظامات کے بغیر شادی کرنا حتی اگر تعجب نہ کریں تو زمان تحصیلی کے ساتھ (پڑھائی کے دوران) بھی نہایت سازگار ثابت ہوتی ہے ۔ بشرطیکہ دونوں فریق شادی کے صحیح معنی سے آشنا ہوں ، اور اس بات کو بھی محسوس کرتے ہوں کہ دنیا ہر چیز کی خلقت تدریجی ہے ، اور زندگی کے شرائط بھی درجہ بدرجہ فراہم ہوتے ہیں اور آرزوئیں بھی امکانات کے مطابق ہوں ۔

وہ جوان افراد جو ان بے جا انتظامات اور خوابوں کے پورا کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں ایسے جوان شادی کے اہم اور اصلی مسئلہ کو فراموش کر دیتے ہیں ، اور وہ دو انسانوں کا ایک دوسرے کو درک کرنا ، زندگی کے صحیح معنی کو سمجھنا اور اس بنیاد پر عشق و محبت کی گرہ لگانا ہے ۔

اگر یہ دو اصلی رکن یعنی یہ دو انسان صحیح طریقے سے ایک دوسرے کو درک کر لیں تو باقی تمام چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے ۔ اور اگر ایک دوسرے کا ادراک نہ کر سکیں تو باقی تمام چیزیں بھی ان کی زندگی میں کوئی خوش بختی نہیں لا سکتی ہیں ۔

یہ ہی وجہ ہے کہ ہمارے مذہب کے دستورات اور قوانین کے مطابق شادی میں سوائے دو عاقل انسانوں کے جو ایک مشترک زندگی کے خواہشمند ہیں کوئی اور شرط ضروری نہیں ہے ۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہیکہ اس قدر سادے مسئلہ پر آج کیسا وقت آگیا ہے؟۔

اہم نکتہ:

علوم دینیہ کے طلاب کی نہایت سادہ زندگی آج کے جوانوں کے لیے ایک نمونہ عمل ہے <توجہ فرمائیں>

حوزہ علمیہ کے ۹۹ فی صد طلاب تحصیل <پڑھائی> کے دوران شادی کے اقدامات کرتے ہیں جبکہ درسی پروگرام یا کلاسوں کا شیڈیول سبھی حوزات علمیہ میں نہایت ہی سخت ہوتا ہے جوکہ طلاب کے پورے وقت کو مشغول رکھتا ہے ۔ چونکہ زندگی کی بنیاد اس ماحول میں الہام اور اسلامی دستورات کے مطابق اور سادگی کے ساتھ ہوتی ہے ۔ مختصر خرچ جو حوزہ علمیہ کے بیت المال سے انہیں دیا جاتا ہے یا بعض طلاب کھیتی باڑی یا معمولی کام جو وہ گرمیوں کی چھٹی کے زمانے میں کرتے ہیں اسکے ذریعہ اپنی زندگی کو نہایت ہی سادگی اور پاکیزگی کے ساتھ چلاتے ہیں بجائے اسکے کہ غیر شادی شدہ زندگی کے بدترین نتائج سے سامنا کریں ۔ لہذا اس حوالے حوزہ علمیہ کے طلاب آرام و سکون اور خوش بختی کا مکمل احساس حاصل کرلیتے ہیں ۔

فصل پنجم : شادی شدہ زندگی کے سات سخت موانع

بہت سے <قبیح اور قابل اجتناب مسائل> ایسے ہیں جنہیں ہم زندگی کا نام دیتے ہیں جبکہ انسے پرہیز کرنا ضروری ہے ۔ بہت سی ایسی مشکلات جنہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تقدیر نے ہمیں اس میں پھنسا دیا ہے ، جبکہ اس مشکل کے جال کو ہم نے خود بنا ہے ۔ ہماری زندگی کی اکثر مشکلات اعتراضات کرنا ، بہانے کرنا ، ضد کرنا ، سب ہماری انہیں قبول نہ کرنے کے نتیجے کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں ، خود حقیقی و واقعی مشکل کے مقابلہ نہیں ۔

ایرانی افسانوں کے ہیرو < رستم> کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ملک کے ان بعض حصوں کو تسخیر فتح اور تسخیر کرنا چاہا جسے اس وقت تک کوئی نہیں کر سکا ۔

اس نے اس خطے کے قلب تک پہنچنے میں سات بڑی رکاوٹوں کا جنمیں ہر ایک دوسرے سے زیادہ قوی اور وحشتناک تھی مقابلہ کیا ، کبھی سفید دیو اور کبھی جن و بھوت کی شکل والے اژدھے اور کبھی خطرناک جادوگروں کا سامنا کر کے اپنی ہمت و مہارت اور بے مثل بہادری سے سب کو پیچھے چھوڑ دیا یہاں تک کہ ساتوں مرحلوں کو طے کر کے کامیابی کو گلے لگا لیا ، جسکو ایران کے رزمیہ شاعر فردوسی نے اپنے شاہنامے میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے ۔

یہ افسانہ انسانوں کی زندگی میں آنے والی مشکلات کے انبار کا ایک شاعرانہ مجسمہ ہے جو مشکلات کی زیادتی کامیابی و کامرانی کے راستوں کی نشاندہی اور مشکلات پر غلبہ حاصل کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔

آج کے معاشرے میں شادی کا مسئلہ اور اس کی مشکلات کا مقابلہ کرنا ، رستم کے سات موانع کے مقابلہ سے ذرا بھی میل نہیں کھاتا ، اگرچہ سب جوان رستم والی قدرت و شجاعت اور ساتوں رکاوٹیں پیچھے چھوڑ دینے والا حوصلہ نہیں رکھتے ہیں ، یا آج کے جوانوں میں ایسا عزم و ارادہ سرے سے نابود ہے ۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی اسباب کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ شادی کے مسئلہ نے بڑی حد تک اپنی اصلی اور فطری صورت متغیر کر لی ہے اور اس طرح اسنے ایک نقصان پہنچانے والا اور زحمتیں دینے والا پیکر اختیار کر لیا ہے ۔

جوانوں اور والدین کے تمام ترنالے فریاد اور شکایتیں یہ ہی ہیں کہ شادی کے اخراجات ناقابل برداشت ہیں شادی کی اس متغیر صورت کی طرف سب کا اشارہ ہوتا ہے بنیادی طور پر اس مسئلہ کی اساس ان تمام بد بختی اور پریشانیوں سے ہٹ کر پاکیزگی اور تقدس پر استوار ہے ۔

موجودہ حالات بہت سے افراد کے لیے شادی سونے کی ایسی کان سے سونا نکالنا ہے جو اس قدر مخلوط اور آلودہ ہے کہ اس میں سے زحمت کرکے سونا نکالنا ہی سودمند نہیں ہے ۔ یہ مواد جو مخلوط اور آلودہ ہے وہ اس کی مثال شادی میں دیکھنا، دکھانا خیالی مثال ، شان و شوکت ، غلط آداب و رسوم ، ہوس بازی ، کسب ، افتخار ، و خیالی عزت و آبرو حاصل کرنا ہے ۔

شادی کے مسئلے نے مشکلات کے اس انبار میں اپنے اصلی چہرے کوپوری طرح مسخ کرلیا ہے اور ایک جنگلی جن و بھوت اور خوفناک صورت اختیار کرلی ہے جسکا سامنا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے ۔

اور سب سے بدتر حال یہ ہے کہ کم لوگ ایسے ہیں جو شجاعت کے ساتھ ان خرافات اور بیہودہ باتوں کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ پڑھے لکھے لوگ ان حالات میں جاہلوں سے بدتر نظر آتے ہیں، اور آج کے لوگ پرانوں کے مقابلہ میں کمزور و ناتواں ہیں ۔

اکثر افراد اس طرح کی غلط دلیلیں پیش کرکے خوش ہوجاتے ہیں کہ < آخر انسان زندگی میں کتنی بار شادی کرتاہے کہ اسے سادگی سے انجام دیا جائے ؟ ہمیں چھوڑدو تاکہ ہم اپنی آخری آرزوئیں پوری کرلیں اور اپنی دلی خواہشات کو عملی جامہ پہنا لیں!

وہ اس بات سے غافل رہتے ہیں کہ کہ یہ غلط استدلال بقیہ تمام جوانوں اور خود ان کی سعادتمندی اور خوش نصیبی کی راہ میں کتنی بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے ۔

جوانوں کو چاہےے کہ جوانمردی کے ساتھ سات رکاوٹوں کا سامنا کرنے والے رستم کی طرح اس لمبے راستے کو طے کریں اور اس طرح کے جادوئی طلسم کو توڑ ڈالیں ۔ اگر آپ حیران نہ ہوں اس راستے کی بھی سات رکاوٹیں ہیں <رستم کے راستے کی طرح> اور یہ مندجہ ذیل ہیں:

۱ ۔ لامحدود امیدیں اور خواب لڑکیوں کی لڑکوں سے اور لڑکوں کی لڑکیوں سے امیدےں اور ماں باپ کی دونوں سے ۔

۲ ۔ ماں باپ اور رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے بے وجہ مشکلات پیدا ہونا ۔

۳ ۔ بڑی مقدار میں مہر کا ہونا جو کمر توڑ ثابت ہوتا ہے ۔

۴ ۔ شادی کے مراسم کے لیے بے جا انتظامات جو ہزاروں گنا شادی کے پہلے اور بعد میں کئےے جاتے ہیں ، اور جو خطرناک چشمک کا باعث ہوتے ہیں ۔

۵۔ دو خاندانوں کے کفو اور ہم شان ہونے میں بے جا اعتراضات۔

۶۔ حد سے زیادہ عشق جو کنٹرول سے باہر ہو اور جسکا کوئی حساب و کتاب نہ ہو۔

۷۔ ایک دوسرے کے لیے حد سے سوا غلط فہمیاں پیدا ہونا ، ایک دوسرے پر آئندہ زندگی کے لیے اعتماد کا نہ ہونا ۔

جب ہم ان ساتوں مشکلات کے بارے میں غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اکثر مشکلات کا شادی کے مسئلہ سے کوئی ربط نہیں ہے جو بھی ہے وہ اسکے حواشی اور بے وجہ چیزوں سے ہے ۔

"ہم رتبہ ہونا" یا اصطلاح میں ایک دوسرے کا کفو ہونا یہ مسئلہ قابل بحث ہے اس موضوع کو بہت سے لوگ شادی میں رکاوٹ کا ایک بڑا سبب تصور کرتے ہیں جبکہ اس میں تحریف سے کام لیا گیا ہے اور حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

ایک جوان جو خود بیان کرتا ہے : کہ وہ ایک تیل کمپنی میں انجینیئر ہے اور اسکی تنخواہ بھی کافی اچھی ہے، عمر ۳۰ سال ہو چکی ہے مگر ابھی تک شادی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ، شکایت و فریاد کر رہا تھا ۔ اسکا بیان ہے: کسی بھی خاندان کی لڑکی سے شادی نہیں کی جا سکتی ہے ضروری ہے کہ ایک ایسا خاندان تلاش کیا جائے جو لائق احترام صاحب شخصیت اور میرے ہم رتبہ ہو، لیکن جب بھی کسی ایسے خاندان کا پتہ چلتا ہے اور ہم شادی کی بات شروع کرتے ہیں تو شادی اور اسکے شرائط اور اخراجات کی فہرست اتنی طویل ہوجاتی ہے کہ جسکا حساب الکٹرونک دماغ کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا ہے ۔

میں نے اس جوان سے کہا کہ تمہاری مراد لائق احترام ، با شخصیت ہم رتبہ خاندان سے کیا ہے ؟ کیا اس سے مراد پڑھا لکھا صاحب علم خاندان ہے ؟ میں بہت سے ایسے خاندانوں سے واقف ہوں جنکے یہاں پڑھی لکھی گریجویٹ لڑکیاں ہیں اور وہ شادی کرنے کے لیے بھی تیار ہیں ۔ اگر تمہاری مراد اس سے عالی صفات اور اخلاقی اقدار والے خاندان ہیںٔیا جسمی اور بدنی امتیازات رکھنے والے خاندان ہیں تو اس طرح کے لوگوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے ، غریب و نادار ضرور ہیں لیکن اصیل اور نجیب ہونے میں کوئی کمی نہیں ہے ۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری مراد ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے مجھے معلوم ہے کہ تمہاری مراد ایسے خاندان سے ہیکہ لڑکی کے چچا زاد بھائی یہاں وہاں کے مینیجر اور رئیس کل ہوں ، اسکے ماں باپ مالدار ، ثروتمند ،گاڑی بنگلہ ، زرق و برق زندگی رکھنے والے ہوں ۔ کیا تمہارا مطلب یہ نہیں ہے؟ میں نے دیکھا کہ اسکا مطلب یہ ہی تھا ۔

میں نے اس سے کہا کہ تم نے اپنی اس زندگی میں اتنی بڑی خطا کا ارتکاب کیا ہے کہ صاحب شخصیت کا مطلب ان امور میں صاحب شخصیت ہونا بنا لیا ہے نہ یہ کہ انسانی حقیقت کے اعتبار سے صاحب شخصیت ہو اسلئے ضروری ہے تم اسی طرح دتکارو عذاب سے دوچار رہو۔

غور طلب نکتہ یہ ہے کہ اسلامی روایات میں آپ دیکھتے ہیں کہ "ہم رتبہ ہونا" اس مسئلہ کا غلط مفہوم اس زمانے میں معاشرے اور قبیلوں کے درمیان اس شدت کے ساتھ رائج تھا جسکا پوری قوت کے ساتھ اسلام نے مقابلہ کیا اور اس غلط مفہوم کا خاتمہ کیا، اور ایمان کی بنیاد پر عوام کے مردوں اور عورتوں، لڑکے اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کا کفو یا ہم رتبہ قرار دیا۔

اسلامی روایات میں ہم یہ ہی پڑھتے ہیں کہ "المئومن کفوء المئومن" مومن کا ہم رتبہ مومن ہی ہو سکتا ہے۔ہر صاحب ایمان چاہے وہ کسی بھی خاندان، قبیلے، قوم اور طبقے سے تعلق رکھتا ہو وہ دوسرے مومن کا ہم رتبہ ہوتا ہے۔

اس بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان توھمات کا خاتمہ کر دیا جائے جو طبقاتی معاشرے میں فرقہ وارانیت زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ دونوں فریق شادی کی بنیاد انسانی اقدار اور عقل و منطق پر اسطوار کریں بغیر کسی لالچ کے مثلا لڑکی کے چچا زاد بھائی فلاں پوسٹ پر ہیں یا وہ لوگ صاحب ثروت ہیں، گاڑی بنگلے والے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو یقینا یہ تمام مشاکل خود بخود حل ہو جائینگے اور شادی کی بقیہ مشکلات بھی اسی کے مانند ہیں۔

چھٹی فصل: سختی سے کام لینے والے والدین

اس طرح کے والدین اپنے عزیز بچوں کے مستقبل کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔

اکثر خود غرض والدین جو اپنی جوانی میں بہت سے رنج و غم اور پریشانیوں کا سامنا کر چکے ہیں اسکے با وجود وہ جوانوں کے دلوں میں جنسی شہوتوں کے برپا ہونے والے طوفان کے سوالوں کا صحیح جواب نہیں دے پاتے ہیں۔ لڑکے لڑکیوں کی شادی کے حوالے سے والدین حد درجہ سختی سے کام لیتے ہیں یا بے مہری سے کام لیتے ہیں۔

یہ بے مہری اور سختی دونوں کی ایک ہی اساس ہے جہاں سے یہ جنم لیتے ہیں کبھی کبھی یہ اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ ایک سال اور پانچ سال کی تاخیر انکی نظر میں ایک سادہ عمل اور قلیل مدت عرصہ شمار ہوتا ہے! < ٹھیک ہے اگر اس سال نہیں تو اگلے سال انشاء اللہ، یا ابھی نہیں ہوا تو اگلے کچھ سالوں میں ہو جائے گا، ابھی دیر نہیں ہوئی ہے! > جبکہ یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ ایک سال تو دور کبھی کبھی ایک مہینے کی تاخیر حساس موقعوں پر جوانی کے نتائج کو متغیر کر سکتی ہے۔ خدا جانے یہ والدین اپنے ماضی کو کیوں یاد نہیں کرتے، کیوں اتنی جلدی جوانی کے طوفان و شور کو جو شادی سے پہلے برپا ہوتا تھا بھلا دیا ہے۔ کیوں خود کو اپنے جوانوں کی جگہ فرض نہیں کرتے ہیں۔؟

جوانوں کا خاندان کی چار دیواری سے فرار ہونا، اور انکا خودکشی کرنا، گمراہ ہوجانا اور بیمار ہوجانا وغیرہ اس حقیقت سے عدم توجہی کا ایک سبب ہے۔ اگر بحث کا عنوان جوانوں کی پرہیزگاری، پاکدامنی اور با ایمان ہونا ہوتا تو ہمارا بیان انکے بارے میں مزید ہو جاتا۔

والدین کی سہل انگاری یا کوتاہی اس طرح کے افراد کے لیے ظلم سے بڑھ کر ہے اور حقیقت و واقعیت اور عاقبت بینی سے دور ہے۔

جبکہ والدین اپنے جوانوں کے جنسی بحران و طغیان کی حالت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں لیکن شادی کی مشکلات اور اسکی ذمہ داریاں انکو یہ سب جان بوجھ کر بھلا دینے پر آمادہ کر دیتی ہیں، اور انکو یقین دلاتی ہیں کہ ابھی انکے پاس کافی وقت ہے!۔

اتنی جلدی بازی کی کیا ضرورت ہے؟!۔۔۔۔

ابھی تو انکے منہ سے دودھ کی بو بھی نہیں گئی!

ابھی تو یہ بچے ہیں شادی کے کیا معنی؟!

ابھی ابھی۔

لیکن یہ " ابھی " کہنا جسکا نتیجہ ایسا دردناک ہو سکتا ہے کہ تمام عمر والدین کا دامن اس سے نہیں چھوٹ سکتا ہے اور وہ بھی ایسے موڑ پر کہ اسکے جبران کرنے کا کوئی راستہ نہیں رہ جائیگا۔

اپنے جوانوں کے شریک حیات کی تلاش میں والدین بہت سختی سے کام لیتے اور بہت بے بنیاد شرائط اور قیود اور کبھی کبھی مضحکہ خیز شرطیں انکی شادی کے لیے معین کرتے ہیں یہاں تک کہ وسواس کی حدوں تک بات چلی جاتی ہے۔ شاید انہیں اسباب کی وجہ سے شادی کی ضرورت کا احساس ختم ہو جاتاہے۔

اس لیے کہ انسان اگر کسی چیز کی ضرورت کا احساس کرتا ہے تو اسکی شرطوں کو کم اور سبک کردیتاہے۔ اور چشم پوشی، درگذر، مدیہ تمام ارادوں اور بحثوں کی بنیاد ہے۔ اسکے برعکس اگر انسان کسی چیز کی ضرورت کا احساس نہ کرے تو یہ شئی انسان کو مشکل پسند بنا دیتی ہے اور اسکی طرف مائل ہونے سے روک دیتی ہے۔

میں نے ایک مقالے میں پڑھا ہے کچھ سخت اور وسواسی قسم کے لوگ گاڑی خریدتے وقت اسکو سونگھتے ہیں جیسے گوشت یا سبزی کو سونگھا جاتا ہے ایسے لوگ جب گاڑی خریدنے میں ناک سے کام لیتے ہیں تو پھر واضح ہے کہ اپنے بچوں کے رشتے کی تلاش میں کیا کیا نہ کرتے ہونگے۔

دلچسپ بات یہ ہیکہ اسطرح کے شکی والدین اپنے آپ کو گھڑے میں گرا دیتے ہیں اور انکو اسکا سرے سے احساس بھی نہیں ہوپاتا ہے۔

شاید اسکی نفسیاتی وجہ یہ ہو کہ وہ افراد جو دھوکے باز اور خودنما ہوتے ہیں چال بازی اور چاپلوسی وغیرہ کے ذریعے اور خود کو سبز باغ میں دکھا کر شکی لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا لیتے ہیں۔ ورنہ یہ کام ایک شریف اور عام انسان سے ناممکن ہے اور وہ ہرگز کسی کو اپنی طرف اس طرح جذب نہیں کرتا ہے۔

صحیح ہے کہ شریک حیات کے انتخاب میں یقینا دقت سے کام لیا جائے کیونکہ شریک حیات کا انتخاب پوری زندگی کے لیے ہوتا ہے <نہ یہ کہ قمیص یا لباس کی طرح< کچھ دن استعمال کیا اور پھینک دیا>۔

لیکن " دقت " اور " سختی و وسواس " میں بڑا فرق ہے۔

اگر مدمقابل شریک حیات آپکے لیے مناسب ہے اور با خبر افراد کی تحقیقات بھی اس کی تائید کرتی ہے تو بغیر کسی تردد کے آپکو قدم آگے بڑھانا چاہیے، اللہ کی مدد کے خواہاں رہیں، اطمئنان رکھیں اسکا نتیجہ آپکے لیے بہتر ثابت ہوگا۔

اسلامی دستورات و عقل اور دانشمند افراد کے بڑی تعداد میں تجربات والدین کو وصیت کرتے ہیں کہ اپنے جوانوں کی شادی کے امور میں عجلت سے کام لیں، بے مہری اور بیجا سختیوں سے اجتناب کریں۔ سختیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خطرات کو معمولی شمار نہ کریںٗاور اپنے عزیز جوانوں کے مستقبل کو خطرے میں نہ ڈالیں۔

اسبات کو یاد رکھیں کہ جوانوں کی جنسی خواہشات اس قدر طاقتور ہوتی ہیں کہ ان کے بارے میں اگر لاپرواہی اور تساہلی سے کام لیا تو کوئی بھی خطرناک حادثہ پیش آسکتا ہے۔پوری تاریخ انسانیت اور انسان کی روزمرہ کی زندگی اسبات کی گواہ ہے کہ جنسی خواہشات سے پیدا ہونے والے خطرات اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ اسکی برابری کوئی اور خطرہ نہیں کرسکتا۔یقینا یہ مسئلہ ہر چیز سے زیادہ مہم اور اساسی ہوتا ہے۔

فصل ہفتم: شریک حیات کا انتخاب کون کریگا: جوان یا والدین؟

یہ میری پسند ہے اور یہ میرے والدین کی پسند!

یہ واقعہ بھی بڑا حیرت انگیز ہے، جسکی مثالیں کم نہیں ہیں، ایک اخبار میں یہ قصہ اس طرح ذکر تھا:

اٹھارہ سالہ ایک دلہن عقد سے چند منٹ پہلے شادی کا لباس اتارتی ہے اور مردانہ لباس زیب تن کرکے کمرے کی کھڑکی سے صحن خانہ میں کود کر فرار کرجاتی ہے اور نارمک نامی (تہران میں ایک سڑک کا نام نارمک ہے) حمام پہنچ کر اپنے ہاتھ کی رگ کاٹ لیتی ہے اور غش کھاکر گرجاتی ہے۔ کچھ دیر بعد وہاں کے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کو اسپتال میں داخل کراتے ہیں اور اس کو موت سے نجات دلاتے ہیں۔

یہ لڑکی موت سے نجات پانے کے بعد اپنی زندگی کا ماجرا پلیس کے سامنے اس طرح بیان کرتی ہے:

پچھلے سال میں ہائی اسکول میں پڑھتی تھی اور ایک جوان کے ساتھ میرا رشتہ ہوگیا تھا، جسکا انتخاب میں نے خود کیا تھا۔ پچھلے سال ایک دن میں اخبار پڑھ رہی تھی کہ اچانک میری نظر میرے ہونے والے شریک حیات کی تصویر پر پڑی کہ جسے نارمک کے ایک سپاہی دستے نے سونے چاندی کی چوری کے جرم میں گرفتار کیا تھا،۔

یقین نہ کرتے ہوئے میں نے اس کے گھر فون سے رابطہ کیا، تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ یہ واقعہ صحیح ہے، اور وہ چوروں کے ایک گروہ کے ساتھ چوری کرنے جاتا تھا اور اب جو کچھ بھی اس کے پاس ہے وہ سب چوری کا مال ہے!

اگرچہ میں اس تحقیق سے قانع نہ ہوئی، اور میں نے اس دعویدار کمپنی کے ایک بڑے سرپرست سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ سب کچھ جھوٹ تھا اور اس کمپنی کے لوگ کسی ایسے شخص کو اصلا نہیں جانتے ہیں!

یہاں تک کہ ایک مہینے قبل میرے والد کے دوست میرے لئے ایک چالیس سالہ ثروت مند جوان کا رشتہ لے کر آئے، جسکی بیوی نزدیک ہی ینفوت ہو گئی تھی۔

میں کسی بھی صورت میں اس رشتہ پر راضی نہیں تھی اور کئی مرتبہ میں نے اپنی رائے بھی بیان کی، لیکن کوئی بھی میری بات سننے کو تیار نہیں تھا، میرے والد اس طرح اس رشتے پر اصرار کرتے رہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے میری شادی کے دعوت نامہ تقسیم ہونا شروع ہوگئے اور نوبت شادی تک پہنچ گئی اور اس وقت میرے پاس شادی کی محفل سے فرار اور اسکے بعد خودکشی کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔

مسئلہ یہ ہے کہ آیا جوانوں کی شادی کے فیصلے والدین، اہل خانہ اور خاندان کے بزرگوں کے اختیار میں ہونا چاہیے یا یہ حساس مسئلہ جوانوں کے میلان اور رجحان کے حوالے کر دیا جائے اور کسی دوسرے کی کوئی مداخلت اس میں شامل نہ ہو۔ اس مقام پر دو نظریات پائے جاتے ہیںجو مکمل طور پر ایک دوسرے کے مخالف ہیں، اور طرفین میں سے ہر ایک کے پاس منطقی دلیلیں موجود ہیں۔

سب سے پہلے ہم فریقین کی دلیلوںسے آشنائی حاصل کریں گے اسکے بعد صحیح راہ حل تلاش کرینگے۔

جوانوں کے ایک گروہ کا بیان ہے: ہماری یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ ماں باپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہماری شریک حیات کا انتخاب وہ خود کریں، جبکہ شریک حیات کا انتخاب خود انسان کا حق ہے۔

مثال کے طور پر فلاں لڑکی، والدین کی نظر میں ایک حور ہے لیکن اگر ہم اسے پسند نہیں کرتے تو وہ ہمارے لیے ایک جنگلی چڑیل سے بھی بدتر ہے۔

ماہرین نفسیات، محققین کی تحقیق اور تجربات کا خلاصہ یہی ہے کہ اکثر و بیشتر طلاق کے اسباب وہ شادیاں ہیں جو کم عمری اور والدین کی پسند کے نتیجے میںہوتی ہیں۔

اصولی طور پر کوئی بھی عزت دار انسان یہ کبھی نہیںچاہے گا کی اسکی اولاد میں کوئی لڑکا ے الڑکی گھربار چھوڑ کر فرار ہو جائے یا خود کشی کر لے۔ یہ جو کچھ ہوتا ہے سرپرستوں کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے اسکی مثالیں جرائد اور اخبارات میں بڑی تعداد میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

بالفرض ایک زمانے میں لڑکے لڑکیاں سمجھ بوجھ نہیں رکھتے تھے اپنی مصلحتوں کی شناخت پر قادر نہیں تھے، لیکن آج کا دور اس زمانے سے مختلف ہے۔

اصل میں بنیادی طور پر والدین کے سوچنے سمجھنے کا طریقہ قدیمی ہے، آج کے زمانے سے انکی فکر ہم آہنگ نہیںہے اسی وجہ سے والدین آج کے جوانوں کے امتیازات کو درک نہیں کر پاتے۔

مختصر یہ کہ والدین کو چاہیے کہ کلی طور پر خود کو ان مسائل سے علیحدہ کر لیںاور جوانوں کے ذوق، ابتکار، اور فکر کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیں۔

لیکن والدین کہتے ہیں:

انسان اگر اپنے وقت کا افلاطون اور بو علی سینا بھی ہو، آغاز جوانی میں ناپختہ ہی ہوتا ہے، دوسرے لفظوں میںیہ کہا جائے کہ جوان، ضرورت سے زیادہ خوش فہم اور بہت جلد یقین کر لیتے ہیں، اور نفسیاتی پاکیزگی کی خاطر وہ ظاہری خوبیوں اور جھوٹے حسین چہروں کے فریب میں آجاتے ہیں وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ان جھوٹے حسین چہروں کے پیچھے کیسی ہولناک اور بدنما صورتیں پوشیدہ ہیں۔

بہت سے منحرف افراد ایسے ہیں ، جنہوں نے جوان لڑکے لڑکیوں کو جال میں پھنسانے کے لیے حیرت انگیز عاشقانہ ادبی جملے یاد کرلئے ہیں اور نہایت ہی ہوشیاری سے ابتداء میں خود کو ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور پھر بہت ہی جلدی شیطانی ہنر مندی کے ذریعے پرکھ لیتے ہیں کہ انکے دل میں کیسے جگہ بنائی جائے قدماء کا محاورہ ہے :(اول خودش را جا کند بعدا ببین چہ ھا می کند)۔ پہلے اپنے لئے جگہ بناؤ پھر دیکھو کیا نہیں کر سکتے ۔

پھر اس کے بعد بات ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور واپسی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا "انسان جو سوچتا ہے اس کے برخلاف ہوتا ہے"۔

جوان چاہے کتنا بھی ہوشیار اور با فہم کیوں نہ ہو آخر کار اس راستے پر چلنے کے لئے اسکی راہنمائی ضروری ہوتی ہے اس لیے کہ یہ راستہ وہ پہلی بار طے کر رہا ہے، جو لوگ اس راستے سے گزرے ہیں وہ بھی تائید کریں گے کہ راہنما کا ہونا کس قدر ضروری ہوتا ہے ۔ گویا مراحل طے کرنے کے لئے خضر کا ساتھ ضروری ہے ، اس لئے کہ راستہ اتنا تاریک ہے کہ گمراہی کا خطرہ ہر موڑ پر موجود ہے ، اس سے ڈرنا ہی چاہیے ۔

کیا والدین اپنے بچوں کے دشمن ہیں! جو انکی زندگی کے اہم ترین مصالح کو نظر انداز کردیں! وہ اپنے بچوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ وقت پڑنے پر اپنی جان بچوں پر نچھاور کر دیتے ہیں ۔

والدین کتنے بھی جاہل اور بے خبر ہوں پھر بھی انہوں نے دنیا کے نشیب وفراز دیکھے ہیں،اور ایک مشترک زندگی کے امتیازات جو آئندہ زندگی میں اثر انداز ہوتے ہیں،اس سے بخوبی آشنا ہیں، وہم وخیال سے حقیقت کو تشخیص دینے کی قدرت رکھتے ہیں ۔

اور تمام باتوں سے قطع نظر اخلاقی نقطہ نگاہ سے بھی یہ عمل بہت ہی دل خراش اور تلخ ہے کہ والدین جن کو اپنی اولاد کی زندگی پر پورا حق ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی تمام توانائی اور خوشیاںاپنی اولاد کی راہ میں قربان کر دی ہوں ، انکو اس موضوع سے بالکل الگ کر دے اجائے، ایسا حساس موضوع جو والدین کی آئندہ زندگی میں موثر ہے، اور ان کے پاک و پاکیزہ احساسات کو سرے سے پامال کر دیا جائے، اور صرف اپنی ہوس کو پورا کرنے کی فکر میں ہو !اور والدین کی مرضی کے بغیر اپنے شریک حیات کا انتخاب کرلیں، اور اس کے اوپر والدین کے جو احسانات ہیں ان کو بھول جائے ، یہ کام کسی بھی طرح انسانی قوانین سے سازگار نہیں ہے ۔

لیکن ہمارے عقیدے کے مطابق والدین اور جوانوں کے دونوں نظریات میں سے کوئی بھی مکمل طریقہ سے جامع اور مانع نہیں ہے ۔

نہ والدین کو حق ہے کہ وہ اپنی نظر کے مطابق شریک حیات کا انتخاب کرکے جوانونکو شادی پر مجبور کریں، اور نہ جوانونکے لئے مناسب ہے کہ اس اہم کام کو اکیلے انجام دیں ۔

بلکہ صحیح راستہ یہ ہے کہ باہمی کوشش، غور و فکر، اور آپسی مشورت سے اس اہم عمل کو انجام دیا جائے ۔ والدین کو اس حقیقت کی طرف توجہ کرنا چاہئے کہ شریک حیات کا انتخاب صرف منطق و استدلال سے نہیں ہوتا، بلکہ اس انتخاب کا حقیقی محرک ذوق ہوتا ہے ۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ تمام افراد کا ذوق ایک جیسا نہیں ہوتا ہے حتی دو حقیقی بھائیوں کا ذوق بھی مختلف ہوتا ہے ۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ زبردستی شادی پایدار ثابت ہو، آخر کار اسکا نتیجہ جدائی ہی ہوتا ہے چاہے جلدی ہوجائے یا دیر سے وجود میں آئے، اور سب سے بدتر اور خطرناک مقام وہ ہوتا ہے کہ جب والدین جوانونکے لئے شریک حیات کے انتخاب میں اپنے ذاتی مصالح اور مفادات کو معیار بنالیں، اس طرح کے والدین بہت گمراہ ہوتے ہیں ۔

دوسری طرف جوانوں کو بھی یہ بات جاننا چاہے کہ اکثر جوانی میں عشق کا طوفان انسان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور اس وقت اس کو پنے محبوب کی اچھائی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ اسکے تمام عیوب کو فراموش کر دیتا ہے، لہذا اس امر میں اپنے ہمدرد والدین، مطلع دوست و احباب سے فکری مدد حاصل کریں ۔

اسکے علاوہ جوان چاہے کتنے ہی قوی اور طاقتور کیوں نہ ہوں پھر بھی زندگی کے طوفان اور حادثات میں والدین، دوست اور رشتہ داروں کی مدد سے مستغنی نہیں ہیں ۔

اگر جوان اس مہم سے والدین کو علیحدہ کردیں تو پھر بعد میں آنے والی مشکلات میں انکی مدد اور حمایت حاصل نہیں کر سکتا، جبکہ ان کے اعتماد اور بھروسہ کا حاصل کرنا جوانوں کے لئے بہت ضروری ہے ۔

اخلاقی نقطہ نگاہ سے بھی جوانوں کا فریضہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس امر میں دلسوز والدین کو محبت کے ساتھ اپنے ہمراہ لے کر چلیں، اس لئے کہ اسلامی دستورات میں بھی اس باہمی کوشش کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے، خصوصا کنواری لڑکی کے بارے میں حکم دیا گیا کہ شادی کے لئے سب سے پہلے خود لڑکی سے رضایت حاصل کی جائے اس کے بعد اسکے سرپرستوں کی موافقت لی جائے ۔ البتہ ایسے موارد کم ملتے ہیں جن میں والدین اپنی اولاد کی مصلحت کے برخلاف اپنے فوائد کو مد نظر رکھ کر اپنے بچوں کی شادی کرتے ہیں، جو اسلامی قوانین سے مستثنی ہیں ۔ اسی طرح ایسے موارد بھی کم ہیں جن میں شادی اولاد کی مصلحت کے مد نظر ہو اور والدین اس پر معترض ہوں، ان میں سے کوئی ایک نظریہ بھی معتبر نہیں ہے اور ایسے موارد میں ان کی پیروی کرنا لازم نہیں ہے ۔

آٹھویں فصل: شعلہ ور عشق

جوانوں کی زندگی میں ایک پر خطر اور نہایت سخت راستہ

عشق کی عظمت و منزلت یا عشق کے جنون اور اس کی بیماری کے متعلق بہت زیادہ بحثیں ہوئی ہیں اور شاید بہت کم ایسے الفاظ ہیں جن کے متعلق اتنی کثرت سے مختلف و متناقض، تعبیرات بیان ہوئی ہیں۔

چنانچہ بعض مصفین اس کی اہمیت کو بہت بلند و بالا سمجھتے ہوئے کہتے ہیں: عشق زندگی کا تاج اور دائمی خوش نصیبی کا نام ہے۔(جرمن دانشمند گوئٹا)

"ہزیہ" کے بقول: عشق معمار عالم ہے۔

"توماس" نے عشق کی معجز نمائی کے اثر کو بیان کیا ہے اور اس کا عقیدہ ہے: عشق روح کو قوی اور انسان کو زدہ دل رکھتا ہے۔

مشرقی فلاسفہ کا ایک گروہ اس سے بھی آگے بڑھ گیا اور ان کا عقیدہ ہے: دنیا کی ہر حرکات و سکنات کے پیچھے ایک قسم کا عشق کار فرما ہے۔ حتیٰ اجرام فلکی کی حرکات بھی اسی عشق کا سبب ہیں۔

لیکن اگر اس لفظ کے معنی کو مزید وسیع کر دیا جائے یعنی اگر اس سے ہر قسم کی کشش اور غیر معمولی جاذبیت مراد لی جائے تو ان کے اقوال کی تائید ضروری ہو جاتی ہے۔

ان بہترین تعبیرات اور توضیحات کے مقابلے میں دوسرے مصنفین اور فلاسفہ نے عشق پر سخت حملے کئے ہیں اور عشق پر بہت سی تہمتیں لگا دی ہیں۔ اور عشق کو ایک بیماری اور نفرت انگیز حقیر شی شمار کیا ہے۔

ایک معروف مشرقی مورخ کا بیان ہے: عشق کی مثال دق، کینسر اور ربائے گٹھیا جیسی طولانی بیماری کی طرح ہے، جس سے عاقل انسان کو فرار کرنا چاہئے!

کسی زبان کا محاورہ ہے: عشق کی مثال شیمپین شراب کی ہے۔

دوسرے دانشمند افراد جیسے "کوپرنیک" جو فلکیات میں بہت معروف ہے اس نے عشق کے حوالے سے خود کو تحقیر کرتے ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ کہا: عشق اگر ایک قسم کا جنون نہیں ہے تو حد اقل ایک ناتواں مغز کا نچوڑ ضرور ہے۔

آخر کار بعض افراد جیسے کارلایل نے بھی عشق پر اس طرح حملہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عشق فقط ایک قسم کا جنون نہیں ہے بلکہ کئی قسم کے جنون کا مرکب ہے۔

اس طرح کی متناقض تفسیر کو کسی ایک واقعہ پر حمل نہیں کرنا چاہیے در حقیقت یہ اختلاف یا تناقض تبصرہ کرنے والوں کے زاویہ نظر کا اختلاف ہے۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر لکھنے والا عشق کے بہت سے چہروں میں فقط ایک چہرے کو اپنی زندگی میں زیادہ دیکھتا ہے اور اسی کو زیر بحث لاتا ہے لہذا اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا : اگر عشق سے مراد دو انسانوں یا کلی طور پر دو موجود کے درمیان ایک غیر معمولی قوی کشش اور جاذبیت ہو جو ایک عظیم ہدف کے لیے ہو ، تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے؟!

کیونکہ اس ابتکار کی قوت اس قدر ہوتی ہے کہ اسکی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو وہ اپنے قبضے میں لے لیتا ہے، اور اپنے ہدف کے راستے میں آنے والی تمام مشکلات کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے ۔

عشق کی جو اتنی مدح سرائی کی گئی ہے وہ اسکی خلاقیت اور بے نظیر قوت و قدرت کی وجہ سے ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے ادبی، معماری اور فنی شاہکار اسی کشش اور جاذبیت کی قوت کا نتیجہ ہیں ۔

لیکن اگر عشق سے مراد ایسی کشش اور جاذبیت کی قوت ہو جو دو انسانوں کو گناہ ، آلودگی اور فحشاء کی طرف لے جائے ، تو اس حالت میں عشق کی مذمت میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کم ہے، کیونکہ کہ اسکے بدنما داغ اس قدر رنگین ہیں جنکا صاف کرنا آسان نہیں ہے ۔

اگر اس کشش و جاذبیت سے مراد دیوانہ کرنے والا ہو جس کے ذریعہ کلی طور پر عقل خراب اور بے کار ہو جائے اور اسکی وجہ سے انسان ہر طرح کے جنون آمیز کام کرنے لگے، تو عشق کی جتنی بھی تحقیر کی جائے بجا ہے ۔

فرانسیسی دانشمند "اسٹینڈل" کے بقول : "عشق سے مربوط مسائل میں اچھائی اور برائی کے درمیان صرف ایک بوسہ (چومنے) کا فاصل ہے !

مختلف نظریوں کے مطابق عشق کا خلاصہ یہ ہے کہ عشق کے مختلف چہرے ہیں اس بنیاد پر اس کی تعریف اور برائی دونوں بجا ہیں ۔

عشق کے شاعرانہ پردے میں:

اس مقام پر قابل توجہ موضوع جو پاکیزہ جوانوں کے لئے بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آج کے دور میں کون سا جرم اور تباہ کاری ایسی نہیں ہے جو مقدس عشق کے نام پر انجام نہیں دی جاتی، آج ہر عیب کرنے والا، ہوا و ہوس کا پرستار خود کو سچا عاشق کہتا ہوا نظر آتا ہے ۔

ہر دھوکے باز دیو صفت جنکا ہدف صرف اپنی حیوانی شہوتوں کا پورا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے، یہ لوگ عشق کے پردے میں شاعرانہ انداز کی مدد سے اپنے اس شیطانی رذیل مقصد کو عملی جامہ پہناتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ جب اپنے اس شیطانی مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں تب انکے چہرے سے گویا پردہ اٹھتا ہے اور تمام کئے وعدے اور وعید کو بھول جاتے

ہیں ، بالکل اسی طرح جیسے پانی سے بھرے ہوئے ایک برتن کو الٹ دیا جاتا ہے اور اس میں کوئی قطرہ باقی نہیں رہ جاتا ، اسی طرح انکا دل محبت و عاطفت اور ہزاروں محبت کے کئے ہوئے وعدوں سے خالی ہو جاتا ہے ۔

ایسی صورت میں معشوق، دل شکستہ اور پشیمان ہو جاتا ہے اور اسکی دنیا میں غم و اندوہ چھا جاتا ہے ۔

جوانوں کو چاہیے بڑی سمجھ بوجھ کے ساتھ ایسے جھوٹے عشق کے دعویداروں سے آگاہ رہیں، اس لئے کہ اس طرح کے فریب کاروں کے پاس جھوٹ اور دھوکے کے علاوہ کوئی سرمایا نہیں ہوتا ، اورظاہری عشق سے بھرے ہوئے دل ایک وقت میں کئی جگہ گروی ڈال دیتے ہیں ، اور دھوکا دھڑی اورفریب کاری کے ذریعے اپنے کو سچا عاشق ثابت کرتے ہیں ۔

توجہ رہے آج کے دور میں بہت سے لوگ اس لباس میں نظر آتے ہیں یہ ہی وہ لوگ ہیں جو بے حیائی کی اس حدتک پہنچ جاتے ہیں کہ ایک جھوٹ و فریب سے بھرے خط کو قل کرکے کئی لڑکیوں کو ایک ساتھ بھیجتے ہیں اور ہر جگہ عشق کے پاکیزہ لباس کو زیب تن کرکے دھوکا دیتے ہیں ۔ اور اس عشق کے نام پر ہزاروں جرم کا ارتکاب کرتے ہیں ۔

نہ فقط لڑکیوں کو آگاہ رہنا چاہیے بلکہ لڑکے بھی ہوشیاری سے کام لیں ، اس زمانے میں مختلف قسم کے جال عشق کے نام سے بچھے ہوئے ہیں ایسے جال کہ جس میں پھنسنے کے بعد اس سے رہائی بہت مشکل ہوجاتی ہے ۔

اس لئے کہ ایک لمحے کی غفلت یا بیجا خوش بینی کا جبران ممکن ہے تمام عمر ادا نہ ہو سکے ۔

خصوصا ایسے افراد جو محبت کی کمی کا شکار رہے ہیں اور محرومیت کے ساتھ زندگی بسر کی ہے وہ بہت جلدان عشق و محبت کے اظہار میں تسلیم ہوجاتے ہیں، اوریہی محرومیت فریب اور دھوکا کھانے کا سبب بن جاتی ہے، اس طرح کے افراد کو دوسروں کی نسبت زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہئے ۔

آنے والی بحث ”میں عشق کے خطرے“ کے عنوان سے ضروری اور مہم مطالب پیش کئے جائیں گے جو اس بحث کا تکملہ ہونگے ۔

نویں فصل: عشق کے خطرے

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں "عشق" کے معنی "غیر معمولی طاقتور کشش اور جاذبیت کے ہیںجو ایک پاکیزہ ہدف تک پہنچنے کا سبب بنتی ہے۔ ساتھ ساتھ روح انسانی کی بلندترین تجلی اور خلقت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔

یقینا اگر شادی کی بنیاد پاکیزہ محبت اور عشق پر رکھی جائے تو وہ ہمیشہ محکم، مستحکم، نقائص سے خالی، ثمرات سے پر، قابل اطمئنان اور آرام دہ ثابت ہوتی ہے۔

لیکن یہ سب جھوٹے اور دھوکے باز عشق سے بالکل مختلف ہے۔جو غیر معمولی طور پر ظاہرا آتشیں اور جلانے والا ہوتا ہے! یہ زود گزر ہوس اور ناجائز شہوت کے برخلاف ہے جس میں انسان دوسری تمام چیزوں کو بھلا دیتا ہے اور پاک و مقدس عشق کے بجائے دوسری چیزوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

حلانکہ ان پاک اور واقعی عشق و محبت میں بھی عظیم خطرات کا سامنا ہوتا ہے جس سے ہرگز بے توجہ نہیں ہونا چاہیے۔

عشق کا پہلا خطرہ:

عام طور پر ایک عام محبت شدید وابستگی کے علاوہ عیوب اور نقائص پر پردہ ڈالنے کا کام بھی کرتی ہے، مثال کے طور پر ہر انسان اپنی دو آنکھوں میں ایک رضا اور دوسری نفرت کی نظر رکھتا ہے، عشق کرنے کے بعد انسان کلی طور پر نفرت کی نظر کو بالکل بند کر لیتا ہے یہاں تک کہ معشوق کے بدترین عیوب کو عجیب و غریب توضیح اور حسن کی بہترین تعجب آور باتوں سے تعبیر کرتا ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی ایسے عاشقوں کو نصیحت بھی کرنا چاہے تو اسکا شدید عکس العمل سامنے آتا ہے اور اسکی طرف سے دل میں کینہ پیدا کر لیتے ہیں اور خود یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ نصیحت کرنے والا انکے ساتھ دشمنی، حسد اور تنگ نظری سے کام لے رہا ہے لہذا اس کے ساتھ لڑائی اور جھگڑے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اس طرح کے افراد جو عشق کی سخت تاریکی میں سرگرداں ہو گئے ہیں وہ معمولا خود میں یہ تصور کرتے ہیں کہ انہوں نے اس عشق کے سائے میں ایسی چیز کو درک کر لیا ہے، جس سے دنیا کے تمام انسان محروم ہیں، اگر کوئی انہیں نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نصیحت اسکی لاعلمی اور صحیح ادراک نہ ہونے کا نتیجہ ہے، فارسی کا مقولہ ہے "اگر مجنوں کی آنکھ سے دیکھا جائے تو لیلی میں کوئی برائی نہیں مل سکتی"۔

ایسے عاشق کو نصیحت کرنا بے سود ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی خود نصیحت ایک خطرہ بن جاتی ہے۔

لیکن عام طور پر اس طرح کے عشق جنسی آمیزش کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں اور اچانک تمام پردے ہٹ جاتے ہیں اور عاشق کی حقیقت شناس نظر کام کرنا شروع کر دیتی ہے اس وقت گویا یہ بے قرار عاشق ایک عمیق لذت اور طویل نیند سے بیدار ہوتا ہے اس وقت وہ سمجھتا ہے کہ اس نے اب خیالی دنیا سے نکل کر عالم حقیقی میں قدم رکھا ہے۔

اسکی نظر میں عشق کی تمام اہمیت اور قیمت ختم ہو جاتی ہے اور ہر چیز نئے رنگ میں نظر آتی ہے، ہر وہ چیز جو سابق میں اس کو بدنما اور داغ دار معلوم ہوتی تھی اچھی لگتی ہے۔

ایسے موقع پر شرمندگی اور ندامت کے ناقابل بیان سائے اسے گھیر لیتے ہیں اور تاریکی کی مانند پریشانیاں اس کی روح کو بے چین اور وحشت زدہ کر دیتی ہیں۔

کبھی کبھی ان دو حالتوں کے درمیان، فاصلہ اتنا طویل ہو جاتا ہے کہ اسکی تمام زندگی اسی میں دفن ہو جاتی ہے اور آخر کار وہ پریشانی اور وحشت سے تنگ آکر خودکشی اختیار کر لیتا ہے۔

اگرچہ ایسے حالات اور مشکلات سے دامن چھڑانا آسان کام نہیں ہے، اور بے قرار عاشق اور اسکے جیسے دوسرے تمام دوست، عشق کے تمام صفحات کو محو کر دیتے ہیں تاکہ انکی زندگی کے دفتر میں عشق کا کوئی گذر تک نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی عقلی اور منطقی دلیل انکے لئے کارمند ثابت نہیں ہوتی ہیں، چہ جائیکہ یہ لوگ ان حالات میںتمام لوگوں سے الگ سوچتے ہیں لہذا اس بنا پر انکی اور دوسروں کی دنیا میں فاصلہ اس قدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ اصولی طور پر جو زبان ان کے اور دوسروں کے درمیان افہام و تفہیم کے لئے مشترک ہوتی ہے اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

اس قدر فاصلہ اس لئے ہوتا ہے کہ ایسے افراد صرف عشق کی زبان سمجھتے ہیں اور بقیہ لوگ عقل اور منطق کی زبان سنتے اور بولتے ہیں۔

ایسے افراد سے وابسطہ دوست و احباب جن کو اپنے دوست کی خطا اور غلطی کا علم ہے، کو نفسیاتی طریقہ اور بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ ان کے اندر نفوذ کرنا چاہیئے اور غیر مستقیم طریقہ سے مسائل کو ان کے سامنے واضح کرنا چاہیئے، اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ ان کو احساس نہ ہو سکے اور ان کے زخم مزید تازہ نہ ہوں۔ ان کی حقیقت، اعتراضات اوران کی غلط فہمیوں کو سوالیہ انداز میں سمجھائیں، اور ایسا کام کریں جس سے یہ دیوانہ عاشق جو خود سے عشق کی غلطی میں مبتلا ہوا ہے، آہستہ آہستہ اپنے پیروں اس گمراہ وادی سے واپس آجائے، اور اس طرح تصور کرے کہ اس نے کسی کی مدد کے بغیر حقیقت کو درک کیا ہے اور اپنی مرضی سے اس راستے سے پلٹا ہے، اور کسی نے اسکی راہ نمائی نہیںکی ہے۔

تمام جوانوں کو چاہیے عام حالات میں بھی خود کو اس خطرے سے محفوظ رکھیںتاکہ ان کا شکار نہ ہو سکیں کیونکہ اس کا شکار ہونے کے بعد انسان کا ذہن بند ہوجاتاہے اور عقل و منطق اپنا اثر کھو دیتی ہے لہذا ایسے مواقع پر ان کی مدد کر کے انہیں اس سے نجات دلانا چاہیے۔

جوانوں کو چاہیے کہ خود تلقین کرتے رہیں، اور ہمیشہ دانشمند افراد اور صاحبان عقل و فہم اور تجربہ کار لوگوں کی نصیحتوں پر عمل پیرا رہیںاور مشکلات سے نپٹنے کے لئے ان افراد کا سہارا لیں۔

ایسی منزل پر پہونچے ہوئے عاشقوں کے ساتھ معمولی ہمدردی، ان کے محبوب کی تعریف اور ان کا یہ اعتراف کہ انہوں نے انتخاب میں مکمل خطا نہیں کی ہے انہیں اپنی طرف جذب کر سکتا ہے ایسے میں جوان اس نصیحت کرنے والے کی بات پر توجہ دے سکتا ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ ایسے افراد کی تحقیر اور سرزنش کرنا منفی اثرات کا سبب بنتا ہے لہذا اس عمل سے شدت سے اجتناب کیا جائے، اسکے علاوہ یہ بات انصاف کے خلاف بھی ہے کہ ایسے لوگ جو پہلے ہی سے گمراہی اور خطرے میں ہیں انہیں مزید ملامت اور سرزنش کی سزا دی جائے۔

دسویں فصل: باغی عشق:

عشق ابتداء ہی سے باغی اور خونی رہا ہے۔

عشق کی بغاوت ہمیشہ مورخین اور شعراء کے درمیان مشہور رہی ہے۔

عشق (خصوصا اگر دیوانگی کے ساتھ ہو (اگرچہ عشق میں شدت نہ ہو تو شاید اسکو عشق کا نام نہ دیا جائے) کی کوئی حد اور قید نہیں ہے۔

عشق، معاشرے کی حدیں توڑ دیتا ہے۔

اخلاقی مسائل کا کھلواڑ بنا دیتا ہے۔

مصلحت کے تقاضوں اور وعظ و نصیحت کی کبھی موافقت نہیں کرتا۔

شاید اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: "جب عشق ایک دروازے سے داخل ہوتا ہے تو عقل دوسرے دروازے سے نکل جاتی ہے"۔

"عشق" اور "عقل" کی گفتگو اور ان دونوں کا ایک دوسرے کی ضد ہونا کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کا ذکر ادبی آثار میں بھی ملتا ہے۔

اگر ہم مشاہدہ کریں تو اسی رہگذر کا مسافر انگلینڈ کا معروف فلسفی بھی عشق پر حملہ کرتا ہے اور اسکو ایک قسم کا جنون یا کئی قسم کے جنون کا مرکب شمار کرتا ہے۔

اگر عشق کو صحیح اور جائز ہدف کے لئے ایک طاقتور عامل اور اخلاق کی صورت میں دیکھا جائے تو اس کی عظمت اور کمال قابل انکار نہیں ہے۔

اسی راستے پر چلتے ہوئے قدماء نے عشق کو رسوائی سے تعبیر کیا ہے، شکستہ دل عاشقوں کی لاتعداد کہانیاں انکی رسوائی کو بیان کرتی ہیں، جو آج بھی اور پرانے زمانے کے لوگوں کی زبانوں پر موجود رہی ہیں۔

یہاں تک کہ شیریں زبان شاعر فروغی بسطامی نے اس کو اپنے شعر میں اس طرح بیان کیا ہے:

رسوای عالمی شدم از شور عاشقی!
ترسم خدا نہ کردہ کہ رسوا کنم تورا!

عشق کے شوق میں پوری دنیا میں رسوا ہو گیا خدا سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے رسوا نہ کردوں

اس مقام پر ہم اس موضوع کے کچھ خاص نفسیاتی اسباب اور عوامل کی طرف اشارہ کرینگے اور عشق کی نفسیاتی حالت کے سرچشمہ کو تلاش کریں گے:

عشق آگ کی مانند سلگانے والا ہوتا ہے اور عاشق کے مکمل وجود کو ایک شعلہ بنا دیتا ہے اور اسکے پورے وجود کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے گویا اس کے وجود کی تمام تر قوتوں کو ایک قوت میں تبدیل کر دیتا ہے اور اس قوت کا نام عشق ہے۔

حقیقت میں عشق کی قدرت نمائی کا رازیہی ہے کہ ایک تو خود اسکی عمومی قوت، دوسرے ان تمام قوتوں کا متمرکز ہوجانا ہے ۔انسان کی مختلف قوتیں جیسے قوت عقلائی، قوت عاطفی، قوت غریزی جو انسان کے وجود میں ہوتی ہیں، ایک بڑی نہر سے نکلنے والی چھوٹی چھوٹی نہروں کی طرح ہے اور ضرورت کے مطابق مختلف زمینوں سے انکو بہایا جاتا ہے، یہ بات بدیہی ہے کہ اگر ہم ان تمام چھوٹی نہروں کو ایک ساتھ ایک نہر میں چلادیں تو بقیہ ساری زمینیں خشک ہو جائیں گی اور ایک نہر میں پانی کی زیادتی سے طغیانی پیدا ہو جائے گی۔

اسی طرح ایک دل شکستہ عاشق کو سوائے اپنے محبوب کے کسی چیز کا احساس اور فکر نہیں ہوتی ہے۔ اسکی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہر نشست، ہر محفل میں اس کے محبوب کا تذکرہ رہے وہ اپنے وجود کے ہر ذرے میں اپنے محبوب کا متلاشی رہتا ہے اور ہر حادثے کی ہر ایک معمولی مناسبت بھی عشق کی قوت سے اس کو اس کے محبوب سے مرتبط کرتی ہے۔ ہوا کا ہر جھونکا، باد نسیم کا چلنا، نہر کی لہریں، درختوں کے پتوں کی حرکت، پرندوں کا پھڑ پھڑانا، لوگوں کی رفت و آمد وغیرہ ان سب میں وہ اپنے معشوق کو دیکھتا اور سنتا ہے۔

ایک عاشق کے خطرناک مراحل یہاں سے شروع ہوتے ہیں اس لئے کہ عشق اس منزل پر کسی بھی کنٹرول یا قید و بند کو قبول نہیں کرتا، اور عاشق کا وجود ایک ایسے شہر کی مانند ہوجاتا ہے جسکے سامنے شہر کو تباہ و برباد کرنے والے دشمن کے سپاہی ہوں اور اس کے اپنے پاس دفاع کا کوئی سامان نہ ہو، اور وہ شہر خود کو انکے سامنے تسلیم کر دے۔ اسی طرح عاشق اپنے پورے وجود کو عشق کے سامنے تسلیم کر دیتا ہے۔

ایسے موقع پر اس کی گردن میں پھندا ڈالتا ہے اور اس کو جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے، چاہے وہ جگہ کعبہ ہو یا دیر ہو۔

اس موقع پر اگر اس کا کوئی ہم درد دوست نہ ہو اور کوئی اس کی صحیح راستے کی طرف راہنمائی نہ کرے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے وصال معشوق کے علاوہ دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے ۔بدنامی، خوش نامی، گناہ، پاکیزگی سب اس کے لئے برابر ہے۔ نہ وہ اپنے کل کے بارے میں سوچتا ہے اور نہ ہی اپنی اور اپنے دوست و احباب کی عزت و آبرو کی پروا کرتا ہے، اور نہ ہی کسی رسوم و قیود کا خیال کرتا ہے چاہے وہ معاشرتی ہوں یا اخلاقی۔

اگرچہ وہ اس عالم میں غلط ارادہ نہیں رکھتا بلکہ وہ خود اپنے آپ سے بے خبر ہو کر سرگرداں ادھر ادھر کشاں کشاں رہتا ہے ۔ اور اپنی زندگی کا تمام سرمایہ اس معاملہ میں گنوا دیتا ہے ۔

اور جب اس کو ہوش آتا ہے (اور ہوس سے لپٹے ہوئے عشق میں ہمبستری کے بعد یہ ہوش آتا ہے) تو سب کچھ کھو جانے اور غلطیاں انجام دینے کی وجہ سے رنج و غم کا ایک طوفان اس کے اندر بپا ہو جاتا ہے ۔

ماضی کی وحشتناک ندامت اس کے دل و دماغ پر بوجھ بن جاتی ہے لیکن اس وقت تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے ۔

ممکن ہے کوئی جرم انجام دینے کے بعد کسی قید خانہ میں یہ ندامت اور بیداری آئے ، یا معاشرے سے رابطہ منقطع ، یا گھر اور والدین کی زندگی سے فرار ہونے کے بعد دور کسی گوشہ تنہائی میں وقوع پذیر ہو ، ے افساد ، گناہ کے مراکز سے نکلنے کے بعد کسی برائی اور نشے وغیرہ کا شکار ہونے کے بعد سمجھ میں آئے ۔

جوانوں کو چاہیے کہ ان خطروں سے ہمیشہ آگاہ رہیں جنکے مقدمات ظاہرا بہت سادہ ہوتے ہیں اور ممکن ہے ایک معمولی نظر سے یہ مقدمات شروع ہو جائیں اس لئے پہلے ہی مرحلے سے آگاہ ہونا چاہیے، کیونکہ ابتدا میں اس کو کنٹرول کرنا آسان ہے اور خود کو بچایا جا سکتا ہے ورنہ دیر ہو چکی ہوتی ہے ۔

بہترین کاموں کا انتخاب کریں ، اپنے وقت کو تعلیم اور ورزش جیسے کاموں میں مصروف رکھیں ، اور مورد نظر فرد کو بھول جائیں ، غافل اور منحرف دوست و احباب سے جو اس طرح کی مشکلات میں بتلا ہیں کنارہ کشی کر لیں ، ان مسائل کے بارے میں غور و فکر سے کام لیں ۔

جوانوں کو چاہیے جو خلا ایک پاک اور مقدس عشق کے لئے ان کے دلوں میں پایا جاتا ہے اسے اپنے آنے والے شریک حیات کے لیے محفوظ رکھیں ۔ اور ہوا و ہوس سے آلودہ عشق جو ظاہرا مقدس صورت میں رونمائی کرتا ہے اس سے شدت سے اجتناب کریں ۔

دوستوں کا فریضہ بھی ایسے حالات میں مزید سنگین ہو جاتا ہے ، انہیں چاہیے کہ اپنے دوستوں کو بہترین طریقے سے دوستانہ انداز میں اس غفلت سے بیدار کریں قبل اس کے کہ نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت انہیں خیرباد کہہ کر چلی جائے ۔

گیارہویں فصل: عشق اور خواب و خیالات

بہت سے لوگوں کے فرار، ایک دوسرے سے جدائی اور خودکشی کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے گذشتہ عاشقانہ خیالات ، ان کی حقیقی زندگی سے مطابقت نہیں کرتے ۔

ہر جوان ہمیشہ اس خطرے کی زدپر رہتا ہے کہ کہیں غیر مقدس عشق میں گرفتار نہ ہو جائے، اوراس کے نہ چاہتے ہوئے تمام چیزیں حتی وہ خود اور شاید اس کے بعض قریب اور دور کے رشتہ دار بھی اس خطرے میں پڑ جاتے ہیں

اس بنیادپر ہر جوان اور والدین کو اس خطرے سے آگاہ کرنا چاہئے تاکہ جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنے کا انتظام کیا جاسکے ۔

تمام پودوں کے بر خلاف عشق بہت تیزی سے نشو و نما کرتا ہے منٹوں میں سالوں کا کام کرتا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کبھی کبھی ان کے اندر ایک نظر ایسا بیج بو دیتی ہے جو بہت طاقتور درخت کی صورت میں رونما ہوتا ہے خصوصا ان افراد کے لئے جو اس موضوع میں خاص استعدکے مالک ہیں ۔جی ہاں صرف ایک لمحہ اور ایک نظر میں یہ سب کام ہوجاتا ہے ۔

عشق کی یہ خاص کیفیت، نفسیاتی واقعہ کو وجود میں لانے کا سبب بنتی ہے کہ اس موضوع کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیا جائے اور اسکے خطروں کو مکمل طورپر اہمیت دی جائے ۔ اب ہم گزشتہ بحث کو جو عشق کے خطروں کے بارے میں تھی آگے بڑھاتے ہوئے عشق کے دیگر خطروں کو زیر بحث لائیں گے ۔

عشق اور تخیلات :

عشق خیالات کوبہت تیزی سے بھڑکاتا ہے

تاریخ کے حوالہ سے عشق اور تخیلات کے درمیان رابطہ بہت قدیمی ہے، اس کے جال میں گرفتار لوگ ہمیشہ ایک خواب کے عالم میں زندگی بسر کرتے ہیں جسکی ہر شئی اس دنیا سے مختلف ہے ۔

اس دنیا کے پیمانے ہماری دنیا سے الگ ہیں۔اس عالم کے شاہکار اس طرح کے ہیں جو خود ان کے بقول فقط دیکھے جاسکتے ہیں بیان نہیں کئے جا سکتے ۔ بہر حال جو الفاظ اس معمولی زندگی کے لئے بنائے گئے ہیں ان سے عاشقوں کی زندگی کی توصیف نہیں کی جا سکتی۔

غزلیہ شاعروں کے حیرت انگیز تخیلات اور ان کے دلچسپ اشعار کی لطافت غالبا اسی عشق حقیقی یا مجازی تخیلات کی مرہون منت ہیں ۔ اس لئے جب خستہ دل عاشق اس تخیلاتی دنیا میں اتر جاتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ وہ لمحہ کتنا حسین ہوگا جب وصال

یار نصیب ہوگا ؟ اسکی آمد پر زمین و آسمان اور ستارے جھوم اٹھیں گے ، اس وقت انکے نزدیک ایک خوشی ، مسرت اور نشاط کا عالم اور ناقابل وصف لذت کا سما آشکار ہوجاتا ہے ۔

لیکن جب انکا وصال اپنے محبوب سے ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خواب وخیالات کی بانسبت بہت کم اثرات کا مشاہدہ کرتے ہیں یعنی ہر چیز فطری یا حد واقعی سے کچھ بلند ہوتی ہے ۔

اس وقت وہ سراپا وحشت زدہ ہو جاتے ہیں اور رنج و غم کا عالم عشق کی دیوانگی کے بجائے ان کے دل میں گھٹن پیدا کر دیتا ہے ۔ ایسے عالم میں وہ اپنے آپ کو فردی طور پر ناکام محسوس کرتے ہیں ۔ کبھی وہ سمجھتے ہیں کہ انکو فریب دیا گیا ہے ، یا خیال کرتے ہیں کہ مخفیانہ طور پر انکے رقیبوں اور حاسدوں نے ان کے ساتھ دشمنی کی ہے ۔

بھلا جس چیز کا تصور اس قدر دل انگیز ہو اس کا حقیقی وجود اس قدر بے روح، کم قیمت اور کم رنگ کیسے ہو سکتا ہے ؟

اس کی حالت ایسی ہی ہے جیسے لوگ کسی بورڈ پر دور سے خوبصورت نقاشی دیکھیں اور وہ نہایت ہی خوبصورت اور دل کش معلوم ہو لیکن جب اس کے قریب پہنچیں تو ایک سادہ تحریر اور کچھ معمولی رنگوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا ۔

یہی وہ مقام ہے جہاں عشق کا رد عمل اپنی شدت کی نشان دہی کرتا ہے، ان کے تخیلات اور واقعیت میں کتنا بڑا فاصلہ ہوتا ہے، جسکا نتیجہ فرار ، جدائی ، خودکشی ےا کوئی دوسرا شدید عمل ہوتا ہے ۔

عشق اور توقعات :

دل جلے عاشق عام طور پر اپنے محبوب کے معاملے میں بے حد عفو و بخشش سے کام لیتے ہیں یا اگر زیادہ معاف کرنے کا مظاہرہ نہیں کیا ہوتا پھر اس کے لیے آمادہ رہتے ہیں ۔

جب عشق کی گرمی ٹھنڈی پڑ جاتی ہے تو عاشق محبوب کی طرف سے عجیب و غریب توقعات کا منتظر ہو جاتا ہے، جب یہ انتظار کسی منزل تک پہنچنے والا نہیں ہوتا تو شکوے اور شکایتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ کی زندگی جہنم بن جاتی ہے ۔

عشق اور بدلہ :

عشق کے خطروں میں ایک بڑا خطرہ یہ ہوتا ہے ،جب عاشق وصال محبوب اور مقصد کی رسائی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اسکے ما فی الضمیر میں انتقام کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے ۔

گزشتہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ عاشقوں کے ہاتھوں بے پناہ دردناک قتل سرزد ہوئے ہیں۔اور مقتول کوئی دوسرا نہیں ہوتا بلکہ انکا کل کا محبوب ہی ہوتا ہے۔

نفسیاتی اعتبار سے اس کی وجہ روشن ہے:

یہ سرکش عشق اپنی عظیم طاقت و قوت کے باوجود جب تک اسے اپنے مقصد تک پہنچنے کی ذرا بھی امید ہوتی ہے یہ عاشق کو اسکے محبوب کا غلام بنائے رکھتا ہے۔ لیکن جب مکمل مایوسی کا ماحول پیدا ہوجاتا ہے تو یہ عظیم طاقت خاموش نہیں بیٹھ پاتی اور شدید انتقام میں تبدیل ہوجاتی ہے (بعینہ جیسے ایک توپ اگر اسکے سامنے کوئی مانع آجائے تو پیچھے کی طرف پھٹ جاتی ہے) اور جس طرح وصال کی امید میں اپنے اور محبوب کے درمیان آنے والی ہر چیز کو ہیچ شمار کرتا تھا ہر مشکل کا مقابلہ کرتا تھا ٹھیک اسی طرح ناامیدی کی صورت میں انتقام کی راہ میں کسی چیز کی پروا نہیں کرتا۔وہ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھتا جب تک اپنے کام کا عکس العمل نہ دیکھ لے،اور اگر خود میں کسی قدرت کا احساس نہیں کرتا تو خودکشی کرنے کی سوچ میں پڑ جاتا ہے،جسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں، اور اس طرح وہ یا اپنے محبوب سے یا پھر خود سے انتقام لینے کی سوچ میں پڑ جاتا ہے۔

یہ تمام باتیں عشق کی دیوانگی اور اس کی ہوس آلودہ خواہشات کے نمونے ہیں جنکا انجام صرف ناکامی ہوتا ہے۔

بارہویں فصل: تجارتی شادیاں:

اس دور کے جوانوں کے لئے شادی سخت ترین اورنہایت ہی پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے، عشق اور اس کے خطروں کے بارے میں ہم بیان کرچکے ہیں، اب گزشتہ اہم بحث کی طرف پلٹتے ہیں۔

اگر تعجب نہ کریں تو شادی کی بہت سی قسمیں ہیںجیسے تجارتی شادی، ہوا و ہوس کی شادی، کاغذی شادی اور دیگر بہت سی اقسام وغیرہ۔

ان میں سے ہر قسم کی کچھ علامتیں ہیں جسکی بنیاد پر اسکی پہچان کی جا سکتی ہے۔

تجارتی شادیوں کی علامت، مہر اور جہیز کی زیادتی، گھر، زمین اور جائداد وغیرہ کی شرطیں، اور شیربہا کے نام پر بے شمار رقم کا مطالبہ (جبکہ شریعت اسلامی میں شیربہا کی کوئی سند نہیں ہے، یہ ادوسرے عنوان کے تحت پیسوں کا مطالبہ، گویا تجارتی شادیوں میں ثروت اور سرمایہ کاتبادلہ معیار ہوتا ہے۔

۱۔ ثروت مرئی

۲۔ ثروت نامرئی

ثروت مرئی: یعنی مرد اور عورت کے مال کا دقیق حساب، اوران لوگوں کا سرمایہ جواس سے وابستہ ہیں جیسے والدین یا بھائی یعنی اگر ان کا انتقال ہوجائے گا تو ان کا سارا مال یا کچھ حصہ دلہن یا داماد کو ملے گا!

تجارتی شادیوں میں اس پوری ثروت کا حساب و کتاب ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں داماد اور دلہن میراث کے انتظار میں اپنے رشتہ داروں کے مرنے کے دن گنتے رہتے ہیں۔

نامرئی ثروت، دولہا یا دلہن کے دور و نزدیک کے رشتہ داروں کے عہدویں ہوتے ہیں جس کے ذریعہ وہ اپنا معاشرتی راستہ ہموار کرتے ہیں اور اس طرح وہ ان کے عہدوں کو پارٹی کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس کو معاشرہ میں اپنی ترقی سمجھتے ہیں۔

اس نامرئی ثروت کے ذریعہ دونوں طرف سے کسی ایک رستہ دار کو کوئی عہدہ یا کام وغیرہ مل جاتا ہے جس کی اہمیت کبھی کبھی ظاہری سرمایہ سے زیادہ ہوتی ہے، اس فرق کے ساتھ کہ معاملہ کے بعد دلہن اور داماد اس طرح کے رشتہ داروں کی زندگی کی دعاء کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ آنے والے خطرات سے محفوظ رہیں اور ضرورت پڑنے پر ان کی طرقی کے لئے زینہ فراہم ہو جائے۔

شاید یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس قسم کی شادیوں کا معیار یہ نہیں ہوتا ہے کہ طرفین میں انسانی صفات پائے جاتے ہیں یا نہیں، یہ لوگ پڑھے لکھے ہیں یا نہیں بلکہ ان کی تمام بحث مرئی اور نامرئی سرمایہ داری اور پیسہ پر ہوتی ہے خصوصا دلہن کے پیسہ پر ان کی نظر لگی رہتی ہے۔

تجارتی شادی میں عورت کی شخصیت اس قدر پامال ہوتی ہے کہ اس کو سامان اورپیسہ کے معاملہ کی طرح بیچ دیا جاتا ہے ۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس طرح کی شادیاںہمارے آج کے معاشرے میں بہت عام ہو چکی ہیں ۔اور بہت سے والدین ،جوان اوران کے وفادار رشتہ دار اس طرح کی شادیوں کی حمایت کرتے ہیں ۔

اس طرح کی شادی میں صرف ایک دو برائی نہیں ہے بلکہ یہ سراپا برائی بد، بختی اور پریشانی ہے ،اس لئے کہ اس طرح کی شادیاں اس وقت تک قائم رہتی ہیںجب تک وہ اسباب موجود رہتے ہیں جن کی وجہ سے یہ رشتہ قائم ہوا ہے ، اگر مرد اور عورت ایک دوسرے سے بے نیاز ہو جائیں یا مال کے لین دین کے مسئلہ میں بات بگڑ جائے فوریہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے ۔اس طرح کی مثالیں بہت دیکھنے میں آتی ہیں اس طرح کے مرد اپنی بیویوں کو اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جس طرح پھل کو رس نکالنے کے بعد پھینک دیتے ہیں

کیونکہ پاکیزہ عشق، ازدواجی زندگی کی بقا کا سبب ہوتا ہے وہ ان کی زندگی میں کوئی معنی نہیں رکھتا ،وہ جب بھی ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اسی طرح دیکھتے ہیں جیسے ایک مہنگی کار یا ڈیلکس فلیٹ کی طرف دیکھا جاتا ہے ۔

ایسی عورتوں کی توقعات اپنے جہیزاور گھر والوںاور رشتہ داروں کے مال ،دولت امکانات اور ثروت کی طرح حد سے سوا ہوتی ہیں، اور اس طرح کی توقعات اس رشتہ کی بقا کی سخت دشمن ہوتی ہیں ۔

اس طرح کی شادیوں کے عام ہونے کی وجہ سے بہت سے جوان لڑکے، لڑکیوںاور انکے گھر والوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے جھوٹ اور حیرت انگیز دھوکے، جیسے عمدہ گاڑی اور گھر کا مالک ہونے کے کا سہارا لینا پڑتا ہے ، لہذا شادی ہونے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ساتوں آسمان میں ایک ستارہ بھی نہیں ہے ، اور اس وقت لڑائی جھگڑے اور مارپیٹ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ۔

ہمارے مذہب کی تعلیمات میں اس طرح کی شادیوں کی شدت سے مخالفت کی گئی ہے، ہمارے مذہب کے راہنماؤں نے اس مال کی خاطر شادی کرنے والوں کی سخت مذمت کی ہے ۔اسی طرح مہر کی زیادتی کو شادی کی بد بختی سے تعبیر کیا ہے، اور اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادیاں بہت ہی معمولی مہر کے ساتھ ان افراد کے ساتھ کی ہیں جنکے پاس مادی سرامایہ کم اور معنوی سرمایہ زیادہ تھا،تاکہ ان کا یہ عمل دنیا والوں کے لئے عبرت بن جائے ۔

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں : ”جو لوگ حسن کے لئے شادی کرتے ہیں وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے ، اور جو افراد مال کے لئے شادی کرتے ہیں خدا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے (اوراس سے اپنے لطف وکرم کا سلسلہ منقطع کرلیتا ہے) ۔ لہذ شادی کا معیار پاکیزگی اور ایمان کو قرار دیں ، صاحب ایمان اور پاکیزہ عورتوں سے شادی کریں ۔(وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۶)۔

تیرہویں فصل: ہوا وہوس کی شادیاں

اس دور میں "ہوا وہوس" کی شادی ایک خطرناک عنصر بن گئی ہیں۔

ہوا و ہوس کو جائز جنسی لذتوں سے مخلوط نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جائز لذات، فطری شادیوں کاپیش خیمہ ہوتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام جوان شادی میں جنسی لذت کو تلاش کرتے ہیں، فطرت اور خلقت کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انسان میں یہ فطرت عطا کی گئی ہے اور یہ انسان کا حق بھی ہے۔

لیکن ہو او ہواس سے بالاتر شی ہے۔

خام خیالات، غلط محاسبات اور غیر عاقلانہ سلسلہ کانام "ہوا و ہوس" ہے جس میں بے ہودہ عادت، غلط مقصد اور شیطان و حیوان کی شیطنت مخلوط ہوتی ہے۔

ہوس کی اساس زودگزر قیمت، بچکانہ یا نا معقول چیز پر ہوتی ہے۔

جو شادیاں ہوس کی بنیاد پر قائم ہوتی ہیں ان میں جدائی بہت جلدی ہوتی ہے، اس لئے کہ انکی بقا کی ضامن نہایت کمزور چیز ہوتی ہے جیسے پانی پر ایک حباب یا اسمان کی بجلی!

ہوا و ہوس کی شادیوں کی بہت سی علامتیں ہیں۔

ہوا و ہوس کے مجلے اس سے بھرے ہوئے ہیں۔

اس طرح کی شادیوں کے نمونے کبھی سینیما کی فلمیںہوتی ہیں، کبھی شادیاں اور طلاق پڑھنے والے تو کبھی پیشہ ور لوگ۔

یہ لوگ اس بات سے غافل ہوتے ہیں کہ یہ تاجر لوگ اپنی تجارت اور کام کو چمکانے کے لئے روزانہ ایک نیا کام انجام دیتے ہیں تاکہ اس کا نام سب کی زبان پر آجائے، اسی وجہ سے وہ لوگ مجبور ہیں کہ ایک روز شادی کریں اور دوسرے روز طلاق دیدیںتاکہ اس جدائی کی تصویریں اور تفصیلات بازار کے اخباروں اور مجلوں کی زینت بن جائیںاور ان کے کام اور تجارت میں رونق پیدا ہوجائے۔

اس بات کو بھی سمجھنا چاہیے کہ سینیما کے چہرے اصلی چہرے نہیں بلکہ یہ کریم وغیرہ سے میکپ کئے ہوئے بناوٹی چہرے ہیں، ان چہروں میں دوسری قسم کے چہرے ہیں۔

لیکن ہوا و ہوس کے پرستار نادان افراد ان تمام چہروں کو اصلی سمجھ بیٹھتے ہیں اور اپنی زندگی کی بنیاد کو اس طرح کے سراب اور پانی کے حباب پر رکھتے ہیں اور ان اپنی زودگذر ہوس کو پورا کرنے کے لئے ان کے حصول میں خود کو اور دوسروں کو ہزاروں مشکلات میں ڈالتے ہیں، خود بھی دربدر ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی دربدر کرتے ہیں۔

ہوا وہوس کے لئے ہونے والی شادیوں کی دوسری مثال بعض وہ مواقع ہوتے ہیں جہاں پر کوئی کسی کا کردار ادا کرنا چاہتا ہے مثلا کسی ورزش کو دیکھتے ہوئے ایک طرح کے احساس کا اظہار کرنا وغیرہ۔

کتاب کا دوسرا حصہ: جنسی انحرافات

پہلی فصل: جوان اور جنسی کجروی

ہر طرف دردناک فریاد بلند ہیں! ہم جانتے ہیں کہ جوانی آشفتگی کے زمانے میں جنسی طبیعت سے مخصوص ہوتی ہے،
جنسی سرشت کی اگر صحیح طریقے سے راہنمائی نہ کی جائے تو جوانوں کی خوش نصیبی اور سعادت مندی کو اپنی شدید ضربت سے منہدم کر دیتی ہے، اور ان کے مقدر کو چور چور کر دیتی ہے۔
ان کی خدا دصلاحیتوں کو جو ابھی ابھی کلی کی مانند ہینئیست و نابود کردیتی ہے، ان کے ابتکار اور نبوغ کو جو ممکن ہے آنے والے وقت میں ان کے لئے یا معاشرے کے لئے سرچشمہ افتخار بن جائے، بے کار بنا دیتی ہے۔
اس راہ میں قربان ہونے والے جوانوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ اسی طرح جو افراد اس خواب سے بیدار ہونے کے بعد اپنی روح میں دردناک افسوس و ندامت کا احساس لئے ہیں، بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو عدم رہنمائی کے سبب آنے والے نقصانات کا جبران زندگی بھر نہیں کر سکیں گے۔
اب تک اس راہ میں قربان ہونے والے افراد کے بے شمار خطوط ہم تک پہنچے ہیں جن کے ذریعے اس وحشتناک راز سے پردہ اٹھ گیا ہے، اور اسی وجہ سے ہم بھی اس خطرناک موضوع کو زیر بحث لا رہے ہیں۔
ان خطوط میں لکھنے والوں نے نا قابل بیان اسرار اور دردناک واقعیت کا پردہ فاش کیا ہے، اور اپنی نجات اور راہ حل کا مطالبہ کیا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ ہم بھی اس قدر اس خطرے کی اہمیت سے آگاہ نہیں تھے، لیکن معلومات کی وجہ سے مجبور ہو گئے کہ اپنی توان اور کوشش بھر جوانوں کو اس خطرے سے آگاہ کریں، اور ان کو اس خطرے کے اصلی اسباب کی طرف متوجہ کریں۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور جوانوں کو اس امر میں اپنی مدد سے محروم نہ رکھے۔
ابتداء میں ان خطوط کو آپ کے سامنے بعینہ پیش کرتے ہیں:

پہلا خط

"...چونکہ جناب عالی نے اپنے بیان میں جوانوں کو یاد دہانی کرائی ہے کہ وہ اپنی مختلف مشکلات کی تشریح کریں، لہذا میں اس خط کو بھیجنے میں عجلت کر رہا ہوں:

...جس پریشانی کی وجہ سے میںہمیشہ غم زدہ رہتا ہوں در حقیقت وہ جنسی اور شہوات کے حوالے سے ہیں، ممکن ہے یہ مجھے جلدی ہی ہلاک کرڈالیں ۔ میں اپنی مشکلات کی وضاحت پیش کرتا ہوں :

میری عمر ۲۳ سال ہے اور میں ایک جوان طالب علم ہوں، جب سے میں نے بلوغ کی منزل میں قدم رکھا ہے، صحیح تربیت کے نہ ہونے اور لاعلمی کی وجہ سے ایک قسم کی جنسی کج روی کا شکار ہوگیا ہوں، اور سات سال سے اس کو مسلسل انجام دے رہا ہوں!

اور ابھی تک اس خانہ خراب بلا میں گرفتار ہوں اس کو ترک کرنے کی ہرچند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا ۔ اس کے نقصانات جو میںنے کتابوں میں پڑھے ہیں اس کے علاوہ اپنے جسم میں بھی محسوس کر رہا ہوں، میری آنکھیں ضعیف ہوچکی ہیں، اعصاب کی کمزوری، خون کی کمی، جسم میںکمزوری و لرزہ، اور افسردگی نے مجھے بے چارہ بنا دیا ہے!

ایک زمانے میں مجھ میں کافی قابلیت پائی جاتی تھی، پڑھائی کرتا تھا، لیکن اس وقت میری قابلیت کم ہو چکی ہے، مطالب کو صحیح طریقے سے درک نہیں کرپاتا ہوں، لیکن زور زبردستی سے پڑھائی کو جاری رکھے ہوئے ہوں...

جس وقت میں قلم اٹھاتا ہوں لکھنے کی طاقت نہیں ہوتی آخر کار قلم کو رکھ دیتا ہوں یہاں تک کہ جب ہاتھوں میں کچھ طاقت آتی ہے تو دوبارہ لکھتا ہوں!

مجھ میں ایمان کا ضعف بھی بڑھ گیاہے میرا وجدان ہمیشہ مجھے سرزنش کرتا ہے ۔

بے بس ہو کرکسی گوشہ میں بیٹھ جاتا ہوں دیرتک روتا ہوں آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں، لیکن مجھ بیچارہ اور بد بخت کو کوئی مددگار نہیں ملتا !!!

شاید آپ یہ جاننا چاہتے ہوں گے کہ جب میں اس کے نقصانات کا مشاہدہ کر رہا ہوں تو اس کو ترک کیوں نہیں کرتا ؟

اس کا جواب بھی میرے پاس ہے !آج اس کا چھوڑنا میرے لئے (تقریبا) محال ہو گیا ہے، اس لئے کہ جب اس شہوت میں تحریک ہوتی ہے تو قوت ارادہ مجھ سے سلب ہو جاتی ہے،اور جب سب کچھ ہوچکا ہوتا ہے تو پھر صرف رونا اور آنسو بہانا ہوتاہے!...

کبھی میں خدا سے دعا کرتا ہوں اور ائمہ (علیہم السلام) کی درگاہ میں توسل کرتا ہوں ... لیکن جس قدر بھی التماس اور دعا کرتا ہوں اتنا ہی اس کا نتیجہ کم ہوتا ہے ۔

کبھی میں سوچتا ہوں خدا اور ائمہ اطہار مجھ جیسے ناپاک افراد کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے ؟! ... مجھ جیسے بے سہارا لوگ اس قدر بے چارہ ہیں کہ اپنا درد دل اپنے کسی عزیز سے بھی بیان نہیں کر سکتے، آخر ہم کس کا دامن پکڑیں! ؟

میرے صبر کا جام لبریز ہو چکا ہے ، جان لبوں پر آچکی ہے ۔ خدا را مجھ پر رحم فرمائیں، راہ نجات کی ہدایت فرمائیں، اگر طبی طریقہ آپ کی نظر میں ہیں تو بھی مجھے مطلع فرمائیں،یقینا آپ جانتے ہیں کہ اگر میں آپ کی قدردانی کروں تو آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے ، معاشرہ کو آپ کی قدردانی کرنا چاہئے ،بے شک خدا آپ کو اجر دینے والا ہے ۔"

دوسرا خط :

"... جوانوں کی راہنمائی کے لئے جس مقدس جہاد کا جناب عالی نے آغاز کیا ہے اس کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں... جیسا کہ میرے لئے واضح ہے کہ بہت سی لکھنے والوں (اگر ان کو لکھنے والا کہا جائے) کے برخلاف جناب عالی کے نوشتہ جات، جوانوں کے لئے خوش بختی کا ایک عظیم سامان ہیں ۔

بہرحال میری عمر ۱۷ سال ہے اور میں ایک جوان طالب علم ہوں ،پڑھائی کے دوران میرا شمار کلاس کے ممتاز شاگردوں میں ہوتا تھا، لیکن جیسے ہی میں بلوغ کی منزل تک پہنچا کچھ خاص اسباب کی وجہ سے پر آشوب جال میں پھنس گیاجنہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں ۔

اگرچہ یہ مشکل تنہا میری نہیں ہے میرے بہت سے ہم عمر بھی اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں ۔

ہائی اسکول کے پہلے سال میں اس کجروی کا شکار ہو گیا اور ان چار سالوں میں میری تمام فکری صلاحیتیں ختم ہو گئیں ، میں بارہا اس عمل سے توبہ کر چکا ہوں لیکن روز بروز میرے نفس کا ضعف بڑھتا رہا ۔ اور اب میں خود محسوس کرتا ہوں کہ میرے جسم کے بہترین حصے جیسے دل ، اور میرے اعصاب ایک خلل سے دوچار ہو گئے ہیں ، یہاں تک کہ میری قوت ارادی بھی حد سے زیادہ خیرباد کہہ چکی ہے، مجھے اپنے آپ میں حقارت کا احساس ہمیشہ رہتا ہے،میں نے بات چیت کرنا بہت کم کر دیا ہے، ورزش بھی نہیں کرسکتا،یہاں تک کہ رشتہ داروں کے یہاں مہمانداری میں بھی نہیں جاتا ہوں!--

میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرا آیندہ بہت اچھا نہیں ہوگ...اس قدر قوت ارادی کھو چکا ہوں کہ اس عمل کا ترک کرنا میرے لئے مشکل ہو گیا ہے ۔

اس کی وجہ کیا ہے ؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ برہنہ عورتوں کی تصویریں میرے ہم عمر ساتھیوں کے پاس بہت زیادہ ہیں ۔

مفسد اور سیکسی فلمیں دیکھنا ہمارا کام ہے ، اور فضول کتابیںبہت کم قیمت میں ہمیں مل جاتی ہیں ۔

خدا کے واسطے ہماری راہنمائی فرمائیے کہ کس طرح ہم اس دردناک بلا سے آزادی حاصل کریں؟!...

تیسرا خط

"...کیا آپ جوانوں کے حالات اور ہمارے درد دل سے واقف ہیں؟...

کیا آپ جانتے ہیں کہ بہت سے جوان بہت بڑی مجرمانہ حرکت انجام دیتے ہیں اور خاص قسم کی کجروی کا شکار ہیں؟....۔

کچھ دن پہلے میں یزد شہر کے ثریای نامی سڑک سے گذر رہا تھا کہ اچانک میری نظر ایک جوان پر پڑی جس کی عمر تقریبا ۲۵ سال تھی ، اس کا جسم بے حس اور وہ انکھوں سے اندھا تھا، اس کے ہاتھ اس کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں تھا اور سڑک پر جا رہا تھا۔۔

میں اپنی سائیکل سے اترا اور اس کے بھائی سے میں نے اس کے متعلق سوال کیا کیونکہ میں اس کے بھائی سے پہلے سے آشنا تھا ، میں نے سوال کیا یہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا بھائی ہے، یہ سن کر میں حیرت میں پڑگی...۔

مینّنے اس سے سوال کیا آپ کے بھائی کی یہ حالت کیسے ہوئی ؟ اس نے کہا کہ بیس سال تک اس میں کوئی برائی نہیں تھی، لیکن ایک جنسی برائی کی عادت سے چند سال پہلے اس کی آنکھوں کی روشنی تک چلی گئی ، مگر اب بھی یہ اپنی اس عادت سے باز نہیں اتا ....

جناب عالی کی خدمت میں گزارش ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو جوانوں کو اس نقصان سے بچنے کا راہ حل بیان کریں ۔ اور ہمیں اس نجاست سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہیے ۔

مختلف شہروںسے آنے والے یہ چند خطوط تھے جن سے ہم نے لکھنے والوں کے نام اور کچھ غیر ضروری مطالب کو حذف کرکے آپ کے سامنے پیش کیا ہے ۔

یہ خطوط اور ان کے جیسے دوسرے خطوط ہمارے جوانوں کے حالات اور ان کے مستقبل کی "زندہ نشانیاں" اور آیئنہ ہیں ۔ یقینا اس کا ان کار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکیزہ افراد جو کسی بھی غیر اخلاقی بیماری یا کجروی کا شکار نہیں ہیں بہت زیادہ ہیں لیکن ساتھ ساتھ قربان ہونے والے جوانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے ۔

اگر ہم اسی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے اس کا تماشا دیکھتے رہے تو وہ وقت دور نہیں ہے کہ پاکیزہ افراد بھی اس نجاست میں ملوث ہوجائیں اور جو لوگ اس میں ملوث ہو چکے ہیں وہ بھی کلی طور پر ہاتھ سے نکل جائیں اور اسی طرح ناتواں ، قابل رحم ، شکست خوردہ ، اور بے نواں افراد ایک مجرم کی صورت اختیار کرلیں ۔

لیکن ہمیں امید ہے اگر جوان چاہیں تو اس بلا سے نجات پیدا کرسکتے ہیں ، اور پاکیزہ افراد مزید مراقبت کے ذریعہ خود کو ہر قسم کی جنسی کجروی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں ۔

ہمارا دل ان قربان ہونے والے افراد کی فریاد سے لرزتا ہے اور ان کے قلم کی نوک جو گریہ وزاری کے ساتھ مدد کی فریاد کرتی ہے اس سے ہر انسان کے دل میں ایک خراش پیدا ہوجاتی ہے۔

ہمارے زمانے کی بد بختی یہی ہے کہ آج کی غلط تربیت نے فساد سے بھری ہوئی کتابوں، سیکسی فلموں، شہوت انگیز تصاویر اور اس طرح کے دوسرے وسائل کے ذریعہ جوانوں کے جنسی مسئلہ کو بڑے خطرناک مرحلے تک پہنچا دیا ہے۔آزادی کے نام کو غلط استعمال کرکے اس مسئلے کو زیادہ عام کردیا ہے، اگر اس کے مقابلہ میں باقاعدہ جہاد نہ کیا گیا تو یقینا جوانوں کا مستقبل بد بختی اور موت سے دوچار ہوجائے گا۔

اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس راہ میں قربان ہونے والے افراد جن کا ذکر اوپر خطوط میں کیا جا چکا ہے، (اگرچہ اس کو ابھی قربانی نہیں کہا جاسکتا ہے) اور اس کے علاوہ جن کو آپ خود دیکھ چکے ہیں یہ خود ایک معلم کی مانند ہیں جو بہت چیزیں دوسروں کو سکھا سکتے ہیں۔

لیکن اس موضوع کی اہمیت کے سبب ضروری ہے کہ اس بارے میں گفتگو کی جائے، اور جوانوں کی زندگی میں اس راستے کے کانٹوں سے سب کو آگاہ اور راہ حل کی وضاحت کی جائے۔

ہم آپ سب دوستوں کو اس سلسلے میں دقیق مطالعہ اور بحث کی دعوت دیتے ہیں، اور اطمنان دلاتے ہیں کہ اگر اپنے دل کو ہمارے سپرد کریں اور جو کچھ ہم آپ کے سپرد کریں، فوراس کو عمل میں لائیںتو یقینا ہر طرح کے خطروں سے رہائی مل جائیگی۔

دوسری فصل: جنسی انحرفات کے مہلک نتائج

جن مسائل سے جوان روبر ہوتے ہیں ان میں سے یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

غیر آلودہ افراد کے لئے محفوظ رہنے کا راستہ اور آلودہ افراد کا علاج

گزشتہ بحث میں کچھ زندہ مثالوں سے واضح ہوگیا کہ کس طرح جنسی انحرفات اور غلط عادتیںجوانوںکو ناتوان، پس ماندہ اور بیمار بنادیتی ہے اوران کو جنون اور ہلاکت کی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔

افسوس ہمارے دورمیں بعض لوگ اس کو "زمانے کے سیکسی مسائل" سے تعبیر کرتے ہیں، اور بہت سے بے ہدف لکھنے والے کوشش کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ایک معمولی اور غیر مہم مسئلہ شمار کریں اور کبھی کبھی بعض منحرف افراد کو خوش کرنے کے لئے اس کو جوانی کی ایک ضرورت شمار کرتے ہیں!!

جیسا کہ ہم اورآپ جانتے ہیں کہ بعض افراد اس کو اپنانے اور ناجائزپیسہ حاصل کرنے کاذریعہ بنا تے ہیں، اور ایک دلچپ جنسی موضوع اور ہیجان آور تصویریں تیار کرنے کے لئے زمین وآسمان ایک کردیتے ہیں اور کسی چیزکی پروا نہیں کرتے ہیں۔

مثال کے طورپر ایک رسالہ جو "زنان" (خواتین) کے نام سے نشرہوتاہے، لکھنے والے کے بقول ایک خبر جس نے پورے یوروپ میں ہل چل پیدا کر دی تھی(اور ممکن ہے اس کے اثرات جلد ہی دوسرے بر اعظم تک پہنچ جائیں)اس میں لکھا تھا کہ ایک خاتون نے کسی رسالے میں اعلان کیا کہ وہ اپنے شوہر کے لئے ایک معشوقہ کی تلاش میں ہے!!

یہ افراداس طرح کی خبرکو(جو خودان کی یا ان کے ساتھ کام کرنے والوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں) اپنے رسالے کی تبلیغ اوراس کو شہرت دینے کے لئے نشر کرتے ہیں۔ اس طرح کی خبرکے نشر ہونے سے معاشرے کو سوائے ننگ و عار اور فساد کے کچھ نہیں ملتا ہے۔

یہ بد بختی صرف اسی میں منحصر نہیں ہے بلکہ بعض ماہر نفسیات، ماہر سماجیات اور اطباء بھی اس جنسی سیلاب کو فطری اور بے ضرر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور بعض لوگ جو اس کے غلط اور خطرناک نتائج کے تو قائل ہیں لیکن اس کی وضاحت اس طریقہ سے کرتے ہیں جس سے مسئلہ کے حل اور مبتلا افرادکی مدد کے بجائے گمراہی میں اضافہ ہو جاتاہے۔

ان تمام اسباب و علل نے جنسی بے راہ روی کو اس قدر پیچیدہ، دردناک اور وحشتناک بنادیا ہے کہ اس کی جڑوں کو اکھاڑنا اتنا آسان نہیں ہے اس کے لئے وقت، بجٹ اور دقیق پلاننگ کی ضرورت ہے۔

استمناء کے نقصانات:

جوانوں کو چاہیے کہ اپنے ہوش وہواس اور عقل و خرد کے ذریعہ جہالت اور گمراہی کے پردوں کو جو ان کے حساس حقائق پر پڑے ہوئے ہیں، اتار ڈالیں ۔ حقائق، اور وہ مطالب جو انسان کو گمراہ اوراس کی فکر کو بے کار بنادیتے ہیں، درک کرنے سے فرار نہ کریں، بلکہ غور و فکر سے کام لیں، حساس حقائق کو سمجھیں اور دو دو چار کی طرح والے مسائل کو درک کریں اور اس بے راہ روی کے مہلک انجام کو خود اپنی انکھوں سے مشاہدہ کریں ۔

ہم اس مقام پر سب سے پہلے ڈاکٹر، محققین اوران افراد کے کے ثبوت پیش کریں گے جنہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اس طرح کے مسائل کی تحقیق میں صرف کیا ہے ۔ اس کے بعد جنسی کجروی کے نفسیاتی اور معاشرتی اسباب کا تجزیہ و تحلیل، پھر اس عادت سے مقابلے کی راہ بیان کریں گے ۔

ایک معروف ڈاکٹر اپنی کتاب میں اس مہلک عادت "استمناء" کے نقصانات کے بارے میں کچھ دوسرے ڈاکٹرونکے بیانات کی تحریروں کی تشریح کرتے ہوئے نقل کرتا ہے: "ہوفمان" کا کہنا ہے کہ میںنے ایک جوان کو دیکھا جو پندرہ سال کی عمر سے اس بری عادت کا شکار ہوگیا تھا اور ۲۳ سال کی عمر تک وہ اس پر باقی رہا ۔

وہ جسمانی ضعف کا اس درجہ دوچار ہوا کہ جب بھی وہ کتاب پڑھنا چاہتا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا اور سر میں درد ہو جاتا تھا، اور اس کی حالت ایک سرسام والے مریض جیسی ہوجاتی تھی، جس طرح ایک مست آدمی سرگرداں رہتا ہے، اس کی آنکھوں کی پتلی غیر معمولی پھیل گئی تھی، اس کی آنکھوں میں شدید درد ہوتا تھا ۔

ڈاکٹر ہوچین سن (Huot chi nson) کے مشاہدے بھی اس بات کو ثابت کرتے ہیں " عام طور سے تناسلی سیسٹم سے مربوط بیماریاں استمناء کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں، اور آنکھ کے اندورنی سیاہ اور دوسرے پردوں کی بیماریاں بھی اسی کا نتیجہ ہوتی ہیں" ۔(غور کریں)

مذکورہ ڈاکٹر مزید اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

اس بری عادت کا پہلا نتیجہ یہ ہے کہ آنکھوں کی قوت شفافیت کو ختم اور ان کے اصلی رنگ کو زایل کردیتی ہے اور اس طرح وہ مرجھاجاتی ہیں، اس کے عادی لوگونکے یہاں ابتدا ئیںذکاوت نابود ہو جاتی ہے ان کی صورت سے گرفتاری کی حالت ظاہر ہوتی ہے، آنکھوں میں نیلے رنگ کے حلقے پڑجاتے ہیں ۔ اس کے بعد ان کے اعضاء میں سستی پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے ۔

حافظہ کا کم ہونا، اشتہا کا نہ ہونا، قوت ہاضمہ خراب ہوجانا، سانس لینے میں تنگی ہونا، ناقابل بیان مزاج اور اخلاق میں تغیر اورکینہ پیدا ہونا، رنج اور کدورت پیدا ہونا، ہمیشہ گوشہ نشینی اور تنہائی کی فکر یہ سب پریشانیاں جنسی کجروی میں بتلا ہونے کا نتیجہ ہیں ۔

یہ ڈاکٹر اپنی کتاب میں دوسرے مقام پر اس بات کا اضافہ کرتا ہے کہ یہ عمل خون کی کمی ،جسمانی اور نفسانی قوتوں کے ضایع ہونے، سریئندرد، کانوں کی بیماری، کمر کا درد ، سانس لینے میں مشکلات، قوت حافظہ کی کمی ، جسم کے نحیف ہونے، کمزوری اور سستی مختصریہ کہ بدن میں کلی طور پر قدرت کے نہ ہونے کا سبب بنتا ہے ۔اور حواس خمسہ سے نزدیکی رابطہ ہونے کی وجہ سے خصوصا آنکھ اور کان پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے ۔

اس جنسی غلط عادت سے جسم کی قوت ، بیماری کے مقابلے میں ضعیف ہوجاتی ہے جیساکہ مذکورہ ڈاکٹر اس بات کی تائید کرتا ہے:

"جو افراد اس مذموم عادت کا شکار ہیں اگر کسی بڑی بیماری کا شکار ہوجائیں تو پھر وہ آسانی سے اپنے آپ کو موت کے چنگل سے نہیں بچا پاتے ہیں ۔"

اس کے بعد ایک لکھنے والے کے قول کو نقل کرتا ہے:

"ایک جوان اس عادت میں گرفتار ہوگیا تھا ، اس کو بخار کی ایک بیماری لاحق ہوگئی تھی، بیمار ہونے کے بعد چھٹے دن جبکہ وہ مکمل طریقہ سے کمزور ہوگیا تھا، لیکن اپنی اس عادت سے باز نہیں آیا اور آخر کار وحشتناک موت نے اس کو گلے لگا لیا"!

اور وہ اس واقعہ کو بھی نقل کرتا ہے :"ایک شخص جو اس منحوس عمل کا عادی تھا اور مسلسل اس کو انجام دے رہا تھا ،وہ آہستہ آہستہ اپنے حواس میں شدید ضعف محسوس کرنے لگا یہاں تک کہ اس عمل نے اس کو اس قدر نحیف ولاغر بنا دیا کہ اس کی پنڈلیوں اور رانوں کا تمام گوشت ختم ہو گیا ، اور کمر درد سے ہمیشہ تڑپتا تھا لیکن وہ اپنے اس عمل سے باز نہیں آیا یہاں تک کہ اس کے جسم پر فالج کا اثر ہو گیا اور چھ مہینے بستر پر اپنی موت سے لڑتا رہا اور آخر کار موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے سو گیا" !

اس عمل کی عادت خصوصا ان فراد کے لئے جن کے جسم میں کوئی زخم، یا ان کا کوئی اوپریشن ہوا ہو بہت ہی خطرناک ہوتی ہے ۔

مختصر یہ کہ اسی ماہر ڈاکٹر کے بقول ، اس طرح کے جنسی انحرافات، میڈیکل اور مذہبی نقطہ نظر سے قابل نفرین ہیں اور انسان کے وجود کی بربادی اور نابودی کا موجب ہے اور ساتھ ساتھ روح کو بھی متزلزل بنا دیتی ہے ۔

استمناء پر قابو نہیں پایا جاسکتا

بہر حال اس جنسی بے راہ روی کے نقصانات اس سے کہیں زیادہ ہیں جنہیں بیان کیا گیا ہے ۔

اس کا ایک ہولناک خطرہ یہ ہے کہ اس عمل کی عادت پر کسی بھی طرح کنٹرول نہیں کیا جا سکتا، اس کی زیادتی انسان کے ارادے کو ہر روز ضعیف تر بنادیتی ہے، اور افراط کی عجیب و غریب صورت پیدا ہو جاتی ہے تمام حدیں ٹوٹ جاتی ہیں ۔

یہ بات صحیح ہے کہ جنسی امور میں ہر قسم کی زیادتی چاہے وہ جایز طریقہ (شادی کے ذریعے) ہی سے کیوں نہ ہو بہت سے خطرات کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کو فطری اور غیر فطری طریقہ سے حاصل کرنے میں بہت بڑا فرق ہے (جس کا بیان بعد میں آئیگا) اس لئے کہ اس کو جایز اور فطری طریقہ سے حاصل کرنے کے لئے کچھ شرائط درکار ہوتے ہیں اور وہ ہر حال میں ممکن نہیں ہوتے، لیکن اس منحوس عادت کو کسی خاص شرائط کی ضرورت نہیں ہوتی ہے لہذا اس عادت میں بتلا افراد کی زندگی میں ایک خطرناک شگاف ڈال دیتی ہے اوراس میں اپنی جڑیں جما دیتی ہے۔

مذکورہ بالا حقائق اور اس مسئلہ کی عظیم اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے جوانوں کے جسمانی، فکری، اخلاقی، اجتماعی، اور مذہبی اقدار کی حفاظت کی خاطر دقت کے ساتھ ان طریقوں کو اپنایا جائے جو ہم اس خطرناک عمل سے محفوظ رہنے کے لئے ذکر کر رہے ہیں۔

اس عمل میں بتلا افراد بھی اس بات کو یاد رکھیں کہ اس عادت کو ترک کرنے کے لئے ابھی بھی دیر نہیں ہوئی، بلکہ ہر چیز سے پہلے س کے ترک کا مصمم ارادہ کر لیں اس کے بعد غور سے ہمارے بتائے ہوئے دستورات (جن کا ذکر آنے والے صفحات میں کریں گے) پر عمل پیرا ہو جائیں، اور یقینا ان دستورات پر عمل کرنے سے اس عادت کا ترک کرنا مشکل نہیں ہوگا۔

تیسری فصل: جنسی مشکلات میں ایک بڑی غلط فہمی

"میں چاہتا ہوں کہ خون کے آنسوں روؤں چونکہ انکھوں میں اشک خشک ہو گئے؟
میں چاہتا ہوں کہ فریاد کروں لیکن سینے سے آہ نہیں نکلتی!

چاہتا ہوں کہ غور و فکر کروں، مگر کس چیز کے بارے میں؟ کون سی بدبختی کے بارے میں؟ کس بیہودگی کے بارے میں؟
کیا سوچنے سمجھنے والا دماغ ان سختیوں کے مقابلے میں اپنی جگہ باقی رہ سکتا ہے۔
لاچارو اکیلا، سرگرداں، پریشان، اپنے حال و مستقبل سے ڈرا ہوا ہوں، ہر آدمی اور ہر چیز سے نفرت کرنے والا، اور اس بدنام اور نجس ماحول سے آلودہ!!
اکیس سالہ جوان ہوں، حساس ترین دس سال صرف اکیلے گذار چکا ہوں، زندگی کی سختیاں اور معاشرے کا بدنما چہرا مجھے ہمیشہ تکلیف پہنچاتا ہے...
مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا، چند سال قبل جب میں ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اچانک بغیر کسی ارادے کے ایک خراب جنسی عادت سے آشنا ہوگیا، وہ وقت تو گذر گیا مگر کسی نے مجھے نہیں بتایا کہ جوانی کا وقت کس قدر حساس اور خطرناک ہوتا ہے؟ برہنہ عورتوں اور لڑکیوں کی تصویر ہیجو شہوت اور ہوس کی آگ میں جل رہی ہوتی تھیں میرے اندر کے ہیجان سے دامن گیر ہوتی تھیں۔
جی ہاں میں اس کا عادی ہوچکا ہوں، جسمانی اور روحانی طور پر بیمار ہوگیا ہوں، اور جنون کی منزلوں میں قدم رکھ چکا ہوں، اس قدر پریشان ہوں جسکا تصور بھی نہیں تھا۔
آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ خط کو طول دے رہا ہوں، یہ فریاد و نالے جو آپ کے کانوں تک پہنچ رہے ہیں تنہا میرے نہیں ہیں بلکہ مجھ جیسے بہت سے جوان ہیں جو اس منزل سے گذر رہے ہیں، اور میری طرح بے یار و مددگار ہیں۔
یہ بات بھی ذکر کردوں کہ جوانی کے سولہویں اور سترہویں سال کے درمیان میں دو بار خودکشی کرنے کی کوشش کر چکا ہوں، لیکن مجھ بے سہارا کو مرنے بھی نہیں دیا جاتا،! اس وقت میں بہت زیادہ ناتواں ہو چکا ہوں، بہت معذرت کے ساتھ یہ بیان کررہا ہوں کہ کچھ دنوں سے غیر ارادی طور پر مجھ سے کچھ قطرات.... نکلتے ہیں...--؟ اس وقت میں ہلاکت کے طوفان میں ادھر ادھر سرگرداں ہوں شاید اس کا ایک پہلو مجھے نابودی کی طرف لے جارہا ہے!.....

میری آپ سے گذارش ہے کہ مجھے اس سے نجات دیدیجئے، امید ہے کہ جلداز جلد جواب مرحمت فرمائیں گے، اگر چاہیں توپوسٹ کے ذریعہ یا اپنے مجلہ "نسل جوان" میں اس کا جواب دے سکتے ہیں، ہم آپ جیسے پاکدل راہنما اور اس مجلہ میں کام کرنے والوں کی ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں جو میری اور مجھ جیسے دوسرے آلودہ افراد کی حفاظت کیلئے اس مجلہ کو نشر کررہے ہیں۔

س۔ب۔ مشہد

اہم مسئلہ یہاں ہے

رنج و غم سے بھرا ہوا ایک دوسرا خط جو ایک جوان کی پریشانی اور معاشرے کے غمگین پہلو سے متعلق تھا آپ کے سامنے ذکر کیا جس میں لکھنے والے کے نام کی صرحت سے گریز کیا گیا۔

اب ہم "استمناء" یا (Mast ur dat i on) کے خطرناک اور ناہنجار عادت کے بارے میں گفتگو اور اس سے مقابلہ کرنے کے طریقہ کو بتاتے ہیں، ممکن ہے ہم اس خطرناک سیلاب کو کسی حد تک روکنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اس حساس مسئلے میں ایک غلط فہمی یہ ہے کہ بعض ڈاکٹران متخصص افراد کے مقابلے میں جنہوں نے اپنی زندگی کے کافی سال اس کے مطالعہ میں صرف کرڈالے ہیں اور اس گندی عادت کے بارے میں اپنی کتابوں میں کافی کچھ تحریر کیا (جسکی مثالیں گذشتہ بحثوں میں قاری عزیز ملاحظہ فرما چکے ہیں) اس طرح اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ :"ہمیں میڈیکل میں اس عمل کا کوئی نقصان نہیں ملا، لیکن اس کے غلط اور مہلک آثار سے اگر ڈرایا جائے تو ممکن ہے اس میں کچھ نا مطلوب آثار پیدا ہو جائیں!"

کبھی کہتے ہیں: اس عمل میں اور جنسی معاشرت میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

بغیر مطالعہ کے سبب وجود میں آنے والے نظریات ہی ہیں جنکی وجہ سے بہت سے جوان اس نجس عادت کا شکار ہو گئے ہیں۔

اس نظریہ کا جواب دوسرے با خبر ڈاکٹر اس طرح دیتے ہیں:

یہ افراد اس مسئلہ کے بنیادی نکتہ سے بے خبر ہوتے ہیں: بے شمار مشاہدات کی گواہی اور اس بیماری میں بتلا افراد کے اعترافات کی بناء پر یہ عمل انسان کی عادت میں داخل ہو جاتا ہے، جس کا انجام ہلاکت ہوتا ہے، جس سے آسانی سے دامن نہیں بچایا جا سکتا۔

ممکن ہے کوئی نشہ آور مادہ ایک بار استعمال کرنے سے نقصان نہ پہنچائے لیکن اس کی عادت ہونے کا خطرہ ساتھ ساتھ ہوتا ہے، ایسی عادت کہ جو انسان کی ہر چیز کو فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس موضوع کے ماہرین افراد کی تحریروں کے مطابق یہ منحوس عمل انسان کو اس کا عادی بنا دیتا ہے، جس سے جوانوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔ (توجہ کریں)

دوسرنکتہ: اس موضوع میں اس بات کا اضافہ کرنا مناسب ہوگا کہ اس عمل میں آلودہ ہونے کے لئے وسائل کی فراہمی بہت آسان ہے، در حقیقت وسائل کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہر حال میں اس کو انجام دیا جا سکتا ہے، اور اس کی کوئی حد بھی معین نہیں ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ بیماری ۱۶ سے ۲۰ سال (جنسی تحریک کے طوفان کا زمانہ) تک کے جوانوں کو بہت جلد اپنی زد میں لے لیتی ہے، اور ایک عادت کی صورت اختیار کر لیتی ہے، حالانکہ جنسی مباشرت اس کی طرح سادہ نہیں ہوتی ہے، چونکہ شوہر اور بیوی خاص امکانات کے بغیر اس کو انجام نہیں دے سکتے۔

جو افراد اس بیماری کے نقصانات کو کم شمار کرتے ہیں وہ یقینا " اس بیماری کے عادی ہونے " اور اس مسئلے کے دوسرے حالات و جوانب سے آشنا نہیں ہیں۔

ورنہ اس قدر حساس حقیقت کا انکار کیونکر ممکن ہے، جبکہ اس بیماری میں بتلا جوان ہلاکت، جنون، کلی طور پر مفلوج اور ناتوانی، کی حد تک پہنچ چکے ہیں اور اپنی ہر چیز اس کی وجہ سے گنواں دی ہے۔ کیا ان حساس مشاہدات کا انکار کیا جا سکتا ہے ؟!

حالانکہ اکثر مریضوں کا کہنا ہے کہ ہم اس عادت کے نقصانات، اور ضرر سے ہرگز آشنا نہ تھے، اس لئے ان کو نصیحت کرنے کا مسئلہ بھی منتفی ہے۔

اس بیماری سے بچنے کے دستورات اور طریقے۔

ان حقائق کی وضاحت کے بعد، اب ہم تمام جوانوں کی توجہات کو مندرجہ ذیل نکات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیںکہ کس طرح اس عادت میں بتلا ہونے سے محفوظ رہا جائے۔ اور اگر خدا نخواستہ اس میں بتلا ہو گئے ہیں تو کس طرح سے اس کا علاج کیا جائے۔

پہلا قدم:

اس بیماری میں بتلا افراد پہلے مرحلہ میں اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ یہ بیماری اپنے تمام مہلک آثار کے باوجود علاج کے قابل ہے، ڈاکٹروں اور اس میں بتلا افراد کے بقول، اگر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو تمام غلط عادتوں کی طرح اس کو بھی یقینی طور پر چھوڑا جا سکتا ہے۔

اس بات کی طرف توجہ رہے کہ اس کی وجہ سے جو برے آثار پیدا ہوجاتے ہیں وہ بہت جلد ختم ہوجاتے ہیں کیونکہ جوانوں کی طاقت اور نشاط، گذشتہ پریشانیوں کو ختم کردیتی ہے (میں یہ نہیں کہہ رہاہوں کہ سب کو ختم کردیتی ہیں لیکن اکثر مشکلات کو ختم

کردیتی ہے) اور جس طرح سے بچوں اور جوانوں کے جسم کے زخم بہت جلد ختم ہوجاتے ہیں اسی طرح اس برے عمل کے اثرات بھی بیدار ہونے کے بعد ختم ہوجائیں گے ۔

اس بیماری میں بتلا جوان اگر اپنی کامیابی کے بارے میں مایوسی یا تردید کا شکار ہیں تویقینا وہ ایک بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں چونکہ مایوسی اور تردید ان کی کامیابی کی راہ میں ایک عظیم سد راہ ہے ۔

اس بنا پر سب سے پہلا اور ضروری مسئلہ یہ ہے کہ جوان اس بات پر یقین اور بھروسہ رکھیں کہ اس بری عادت کا ترک کرنا ممکن ہے اور اس کے تمام خطرناک نتائج سے رہائی پانا محال نہیں ہے ۔

اب جبکہ آپ نے پہلا قدم اٹھا لیا ہے اور کامل ایمان اور امید کے ساتھ اس کا علاج کرنے کی طرف بڑھ گئے ہیں تو پھر پہلے علاج اور قانون پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوجائیں ۔

اس قدر مہم جس کا تصور نا ممکن ہے

۲۔ تمام ڈاکٹر اس بات کے قائل ہیں کہ ہر عادت کے ترک کرنے سے پہلے محکم ارادہ درکار ہوتا ہے ، یعنی بہت ہی مضبوط ، یقینی اور محکم ارادہ ۔

ممکن ہے آپ اس موضوع کو سادہ اور معمولی موضوع شمار کریں ، حالانکہ ہماری نظر میں یہ اس درجہ مہم اور موثر ہے جسکا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے ۔

اس عمل کے ترک کرنے کا محکم ارادہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے اس عمل کے تمام نقصانات اور خطرناک نتائج اور ضرر جنہیں ہم نے گذشتہ بحث میں ذکر کیا ہے، کئی بار دہرائیں، اور اس عمل کے تمام خطیر نتائج جو بتلا اورعادی افراد کے منتظر ہیں ان کو اپنی نظر میں مجسم بنائیں ، اور غیر معمولی انسانی قدرت ''جو ہر انسان میں پوشیدہ ہے''کو مد نظر رکھتے ہوئے صمیمانہ اور مستحکم ارادہ کریں ۔

ہم جانتے ہیں کہ اس بیماری میں بتلا بعض جوان اعتراض کریں گے کہ '' ہم میں محکم ارادے کی توانائی نہیں ہے ارادے کی قدرت ہم سے سلب ہو چکی ہے، اور ہم نے اس کو ترک کرنے کے لئے بارہا ارادہ کیا مگر پھر بھی ارادے چکنا چور ہو گئے '' !

ہم آپ کے اعتراض کو اچھی طرح سمجھتے ہیں لیکن آپ ہمارے جواب کو دقت کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں ۔

ہم اعتراض کرنے والوں سے سوال کرتے ہیں :'' کیا تم نے کبھی اپنے والدین ، بھائی بہن یا کسی دوسرے محترم شخص کے رو برو اس عمل کو انجام دینے کی جرئت کی ہے ؟؟''۔

حتما تمہارا جواب منفی ہوگا ۔

میں آپ سے سوال کرتا ہوں کیوں ؟

آپ کہیں گے :چونکہ یہ عمل شرمناک ہے!

گویا آپ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ آپ نے یہ صمیمانہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس شرمناک عمل کو ان کے سامنے انجام نہیں دیں گے !۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آپ خود کو اس عمل کے مقابلے میں بے ارادہ اور بے اختیار سمجھتے ہیں ویسے نہیں ہیں، اگر آپ بے اختیار اور فاقد الارادہ ہوتے تو ان کے سامنے اس عمل کو انجام دینے میں کوئی شرم محسوس نہ کرتے !۔

جوانوں کو چاہیے کہ اپنے اس عظیم ارادہ اور اختیار کو جس طرح اس مقام پر استعمال کرتے ہیں ہر موقع پر استعمال کریں ۔ یہ سرمایہ تمہارے وجود میں پایا جاتا ہے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے ؟۔

اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اور تمہارے تمام کاموں پر اس کی نظر رہتی ہے ، تم ہر جگہ اس کے حضور میں ہو ، کیا یہ مناسب ہے کہ ایسے پروردگار کے سامنے اس زشت عمل کو انجام دیا جائے ؟!

دلچسپ بات یہ کہ اسلام کے عظیم راہنما امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی خدمت میں ایک شخص عرض کرتا ہے: فلاں شخص بیچارہ ایک جنسی کجروی کا شکار ہوگیا ہے(اس عادت کے علاوہ کسی دوسری کجروی) اور اس میں اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہے !

آپ نے غصہ کے عالم میں فرمایا: کیسی بات کرتے ہو ؟ کیا وہ شخص اس عمل کو لوگوں کے سامنے انجام دے سکتا ہے ؟!

اس نے عرض کیا : نہیں ۔

آپ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ اس کے اپنے ارادے اور اختیار سے ہے ۔

جیسا کہ بعض افراد کا کہنا ہے : ”ہم نے بارہا صمیمانہ ارادہ کیا مگر وہ ٹوٹ جاتا ہے“ ہم ان لوگوں سے صاف طور پر کہتے ہیں ارادہ کے ٹوٹنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ارادے کے تمام اثرات ، انسان کے وجود سے ختم ہو چکے ہیں ،بلکہ یہی ٹوٹا ہو ارادہ انسان کے دل اور روح کی گہرائیوں میں ایک ایسا اثر چھوڑتا ہے جو آخری پختہ ارادے کو گزشتہ ارادے سے محکم بناتا ہے (غور کریں) ۔

آپ کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں:

بسا اوقات انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنے پیروں کے سہارے ایک پہاڑ پر چڑھ جائے یا گاڑی کے ذریعے کسی اونچائی سے گذر جائے ممکن ہے پہلی یا دوسری مرتبہ میں کبھی کبھی دسویں مرتبہ میںبھی کامیاب نہیں ہو پاتا ، لیکن اخری بار میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور اس سے گذر جاتا ہے ، اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ پہلی بار میں اس نے کچھ نہیں کیا بلکہ ہر دفعہ اس کے عبور کرنے میں اس نے دشوار قدم اٹھائے اور پیچھے رہ گیا لیکن اس نے جانے ان جانے میں ایک حد تک آمادگی کو سیکھا اور اس کو محفوظ کیا ،جس کے نتیجہ میں وہ بالآخر کامیاب ہوگیا ۔

دانشمند حضرات کا کہنا ہے کہ ایک شعر یا نثر کے کچھ حصے کے حفظ کرنے میںممکن ہے پہلی بار اس کو ۵ مرتبہ دہرانا ضروری ہو ، اور ممکن ہے کچھ وقفہ کے بعد اس کو بھول جائے ، لیکن اب دوبارہ یاد کرنے کے لئے ۵ بار دہرانا ضروری نہیں ہے ، ممکن ہے ۳ مرتبہ

دہرانا کافی ہو ۔یعنی یاد کرنے کے گذشتہ کچھ اثرات انسان کی روح میں باقی رہ گئے تھے، جسکی وجہ سے دوسری مرتبہ یاد کرنا آسان ہوگیا تھا ۔ لہذا انسانی روح سے مربوط تمام مسائل اسی طرح ہیں ۔

اس لئے اگر آپ نے اب تک دس بار بھی ارادہ کرکے اس کو توڑ ڈالا ہے پھر بھی اس عادت کو ترک کرنے کے لئے ایک قوی ،پختہ اور مستحکم ارادہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنی تمام معنوی توانائی (مخصوصا ایمان کی طاقت) کو جمع کرکے اس کامیابی کو حاصل کرلیں ،اور اپنے عظیم الشان راہنما علی(ع) کے اس فرمان کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ" صاحبان ایمان ایک پہاڑ کی مانند مستحکم اور ارادے میں استقامت رکھنے والے ہوتے ہیں ۔"

اب جب کہ آپ پختہ ارادہ کر چکے ہیں آنے والے بقیہ دستورات پر دقت کے ساتھ عمل کریں ۔

چوتھی فصل: دس قوانین

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ جنسی کجروی مخصوصا "استمناء" (Mast ur dat i on) جس کو کبھی کبھی تاریخی افسانے کے تناسب سے " اونانیسم " بھی کہا جاتا ہے ۔ حالانکہ یہ ناقابل انکار ہے اس لئے کہ یہ بہت جلد انسان کو اپنا عادی بنالیتاہے ، اور اس کی جڑیں اس قدر پھیل جاتی ہیںجس کی وجہ سے انسان ایک دن میں کئی بار اس کا ارتکاب کرنے لگتا ہے ۔یہاں تک کہ بعض مبتلا افراد نے خود اعتراف کیا ہے کہ کبھی کبھی وہ اس منزل تک پہنچ جاتے ہیں کہ بغیر کسی عمل کے محض تصور اور فکر سے مخصوص خطرات ان کے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں ۔

لیکن اس سے کہیں خطرناک اس عادت کے مقابلے میں نا امیدی اور مایوسی ہے ، اس لئے کہ نا امیدی اس بیماری میں مبتلا افرادکی کامیابی کے لئے ایک سد راہ بن جاتی ہے ، اور غیر معمولی نامطلوب نفسیاتی عکس العمل ان کے وجود میں پیدا کردیتی ہے ۔

اس میں مبتلا افراد اگر اس عادت کے مقابلے میں کامیاب اور اس کے تمام اثرات کو اپنے وجود سے نکالنا چاہتے ہیں ہر گز اس فکر کو ذہن میں نہ آنے دیں کہ یہ بیماری یا اس کے اثرات آخری عمرتک دامن گیر رہیں گے ۔

مختصر یہ کہ نہایت ہوشیاری اور پختہ ارادے کے ساتھ آنے والے دستورات پر عمل کرتے ہوئے اس عادت سے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائیں ۔

جو لوگ اس عادت کے چنگل سے نجات پا گئے ہیں انہیں اپنی پاکیزگی کی قدر کرنا چاہیے ، اور اس کی حفاظت کا خاص خیال رکھیں ۔اور اس راہ کے ہر شیطانی وسوسہ سے ہوشیار رہیں، اور اپنی تقدیر کو کسی بھی قیمت پر گمراہ افراد یا معاشرے کے سپرد نہ کریں ۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی اس بات کا اشارہ کر چکے ہیں کہ ہر قسم کی غلط عادت منجملہ خطرناک جنسی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی شرط "امید اور کامیابی کا اطمنان رکھنے کے ساتھ " صمیمانہ اور مستحکم ارادہ ہے ۔ایسا فولادی اور محکم ارادہ جسکا تکیہ ایمان ، شرافت اور وجدان پر ہو ۔

مصمم ،راسخ اور ناقابل عدول ارادہ

آخر کار اگر یہ عزم و ارادہ کسی خاص اسباب کی وجہ سے ٹوٹ بھی جائے تو پھر نئے سرے سے ایک نہ ٹوٹنے والا اور راسخ ارادے کی بنیادڈالیں اور اسی امید اور ایمان کے ساتھ اپنے ارادے کی تجدید کریں ۔ اس لئے کہ ان شکستہ ارادوں کے باقی رہ جانے والے اثرات جس وقت جمع ہوجائیں گے اپنی تاثیر ضرور دکھائیں گے ۔

مسلم طور پر اگر یہ مصمم ارادے ٹوٹنے سے رہ جائیں تو بہت جلد اس بدترین عادت کے تمام منفی آثار انسان کے جسم و روح سے نکل جائیں گے۔

یہ امر بدیہی ہے کہ اگر یہ لوگ اپنے خدا سے رابطہ برقرار کرلیں اور اپنے پورے وجود اور اس کے ہر ذرہ کے ساتھ اس سے مدد کا مطالبہ کریں، اس کے لطف کی امید کریں یقینا ایمان کے سائے میں بہت جلد نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اب جب کہ ان مراحل کو طے کر لیا ہے، مندرجہ ذیل امور کا دقت سے استعمال کریں۔

شاید یہ امور بعض افراد کی نگاہ میں بہت سادے ہوں لیکن ان پر عمل کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے اثرات معجزے کی مانند ہیں۔

۱۔ ہر طرح کی مصنوعی تحریک سے پرہیز کرنا۔

اگر جوان اس انتظار میں ہیں کہ ہر شب سنیما یا ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر شہوت سے بھری سیکسی فلمیں دیکھیں، اور ہر روز اپنے مہم وقت کا کچھ حصہ عشقیہ ناول پڑھنے اور گمراہ کرنے والے رسالوں میں شہوت انگیز تصویریں دیکھنے میں صرف کریں اور گلی کوچوں میںنیم برہنہ عورتوں اور لڑکیوں پر نگاہ ڈالیں اور ان تمام کاموں کے ساتھ کسی طرح کی برائی سے دوچار نہ ہوں! یہ یقینا ایک بڑی غلط فہمی ہے۔

اس طرح کی مصنوعی تحریکات جن کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے، جوانوں کو ان کی زندگی کے بنیادی مسائل سے جدا کر دیتی ہے اور شدت اور طغیانی کے ساتھ جنسی مسائل کی طرف کھینچ لیتی ہیں۔

دن رات بے چینی کی حالت اور دائمی غصہ کی کیفیت ان کے تمام وجود پر سایہ فگن ہو جاتی ہے جو اس کے نامطلوب آثار ہیں۔

یہ دائمی تحریکات ان کی زندگی کے بہترین حصہ "یعنی جوانی کے دور" کو برباد اور ان کے اعصاب (پٹھے اور رگوں) کو خراب کر دیتی ہیں۔

تمام جوان! خصوصا وہ افراد جو جنسی عادتوں کا شکار ہیں انہیں چاہیے کہ شدت کے ساتھ ان امور سے اجتناب کریں، فیلمیں نہ دیکھنے، اور اس طرح کے ناولوں کو مت پڑھیں، اور چوری چھپے ایسے عمل انجام دینے سے پرہیز کریں، اپنی فکر کو اس طرح برباد نہ کریں اور اپنے طاقتور اعصاب کو دائمی ہیجان سے ضعیف نہ بنائیں۔

اس مسئلہ میں کامیاب رہنے کے لئے اپنے تمام خالی وقت کو صحیح و سالم سرگرمیوں میں مصروف رکھیں، اپنے دوستوں کی مدد سے صحیح پلاننگ کے ساتھ اپنے اوقات کو منظم کریں۔

یہ سرگرمیاں اختیار کی جاسکتی ہیں:

جسمانی ریاضت کرینچا ہے اکیلے یا کسی گروہ کے ساتھ ۔

تازی اور آزاد ہوا میں چہل قدمی کریں ۔

اچھی اور مفید کتابوں کا مطالعہ کریں ۔

گھر میں پھلواریوں کی دیکھ بھال یا کلی طور پر کھیتی باڑی کے کام انجام دیں ۔

اپنے روزمرہ کے کاموں کو خود انجام دیں ۔

اشعار کی جمع آوری ۔

تصویروں اور ٹکٹ کا جمع کرنا اور اس جیسے دوسرے امور کو انجام دینا ۔

مختلف انجمنوں اور علمی یا اخلاقی کانفرسوں میں شرکت کرنا ۔

۲۔ اپنے پورے وقت کو مختصر کاموںسے منظم کرنا

جوانوں کو چاہیے کہ حتمی طور پر اپنے تمام شب و روز کے اوقات کو اس طرح منظم کریں کہ ایک گھنٹہ بھی بیکار اور پروگرام سے خالی نہ ہو۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف پڑھائی کرتے رہو یا مسلسل کام کرتے رہو بلکہ اگر تفریح اور ورزش بھی کرنا چاہتے ہو تو وہ بھی پروگرام کے تحت ہونا چاہیے، ایک گھنٹہ بھی پروگرام سے خالی نہ رہنے پائے ۔

ممکن ہے کہ کوئی جوان بے کار ہو اور کام تلاش کررہا ہو۔ لیکن اسی حالت میں اپنے دن رات کے خالی وقت کا پروگرام بنائیں ،چاہے وہ تفریح ہو یا مطالعہ ہو ، آرام ہو یا کوئی دوسری سرگرمی۔

ہاں اگر جوان اپنے وقت کو پروگرام کے تحت کچھ زیادہ منظم کرلیں اس طرح کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی فکر بے کار نہ رہے تو زیادہ بہتر ہوگا ، اس لئے کہ فکر کا مصروف رہنا اس عادت بد کو ترک کرنے میں زیادہ فائدے مند ثابت ہوگا ۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ سیگریٹ کے عادی لوگ چھٹی کے دنوں میں کام کے ایام کی بانسبت زیادہ سگریٹ پیتے ہیں ، یہ فرق اسی اثر کا نتیجہ ہے جو فکر اور اعصاب کو مثبت کاموں میں مصروف کرنے کے ذریعہ نامعقول اور نقصان دہ کاموں سے روکتا ہے ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ غلط جنسی عادتوں میں گرفتار لوگ اگر اپنے تمام وقت کو ایک منظم پروگرام کے تحت مشغول نہ کریں تو اس عادت کو آسانی سے دور نہیں کر سکتے ہیں ۔ اس طرح کے پروگرام کی تشکیل یقینی طور پر اس عادت کو ترک کرنے اور اس کے سبب پیدا ہونے والی اکثر مشکلات کے دور کرنے کے لئے نہایت موثر اور سود مند ثابت ہوتی ہے ۔

۳۔ ورزش کی طرف خاص توجہ

یہ بات معروف ہے کہ ورزش کرنے والے افراد کو جنسی امور سے لگاؤ بہت کم ہوتا ہے، اس لئے کہ ورزش، بدن اور فکر کی طاقت کو بڑی مقدار میں اپنے آپ سے مخصوص کر لیتی ہے، اور فطری طور پر دوسرے باقی مسائل میں کم ہو جاتی ہے۔

اس بنیاد پر جنسی تحریکات کے طوفان کو مسدود کرنے کے لئے جوانوں کو ورزش کے وسیع اور متنوع پروگرام کا انتخاب کرنا چاہیے۔

اس بری عادت کے شکار غالبا کنارہ کش، گوشہ نشین، غیر متحرک اور خاموش افراد ہوتے ہیں، اور یہی کنارہ کشی اور گوشہ نشینی ان کی بیماری میں شدت پیدا کردیتی ہے۔ اگر یہ لوگ اس عالم سے باہر آجائیں اور اپنی زندگی میںمزید تحرک پیدا کر لیں، یقینی طور پر ان کی حالت میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے اور اس عادت سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔

اس لئے کہ معمولا ان لوگوں کے جسم میں ضعف اور اعصاب کی کمزوری پائی جاتی ہے۔ مختلف اور مناسب ورزش ان کے اعصاب کی تقویت کے لئے نہایت موثر ہے۔

ان افراد کے پاس اپنی مشغولیت کے علاوہ جتنا بھی اضافی اور خالی وقت پایا جاتا ہے اس کو کھیل کود، مختلف ورزش یا کھلی فضا میں چہل قدمی میں سے مخصوص کردیں، تاکہ اپنی کھوئی ہوئی سلامتی کو دوبارہ حاصل کر سکیں، اور ساتھ ساتھ جسمانی اور فکری طاقت بھی اس حصہ سے مخصوص ہو جائے گی۔

جس طرح حرکت اور ورزش ان کے لئے فائدہ بخش ہے اسی طرح کنارہ کشی اور گہری فکر بھی زہر کی طرح قاتل ہے جس سے ہر قیمت پر ان کو دور رہنا ہے۔

اس نصیحت کو فراموش مت کریں اور اس کے معجز نما اثرات کا ضرور مشاہدہ کریں۔دن بھر اس قدر ورزش کریں کہ رات میں جب بستر پر جائیں تو فورا گہری نیند کی آغوش میںچلے جاؤ، اس طرح آپ لاحق ہونے والے خیالات و افکار کے تمام شر اور نقصانات سے محفوظ ہو جائیں گے۔

۴۔ ایک عادت کو دوسری عادت کا جانشین ہونا چاہیے۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے: بری عادت ترک کرنے کے لئے اچھی عادت کا تلاش کرنا ضروری ہے تاکہ اس کو بری عادت کا جانشین بنایا جائے۔

مثلا جو لوگ جوا کھیلنے کے عادی ہیں حالانکہ وہ اس کے تمام نقصانات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں، اس کے باوجود وہ اس کو نہیں چھوڑتے ہیں، ان کے بقول جب جوے کا وقت ہوتا ہے وہ نہیں جانتے کہ کون سی طاقت ان کو ایک قیدی کی طرح اس

طرف لے جاتی ہے اور ان کا عقل و وجدان بھی اس صورت میں اس کے محکوم ہو جاتے ہیں؟!اس طرح کے افراد جو اس بری عادت کے شکار رہتے ہیں وہ اپنے اس وقت کو مناسب کھیل (ایک سالم ورزشی مقابلہ) کا جانشین بنائیں تاکہ یہ اچھی عادت اس کی جگہ آجائے۔

گویا اس وقت میں جو خاص طاقت اس عادت کی تحریک میں پیدا ہوتی ہے اس کا رخ اس اچھی عادت کی طرف موڑ دیا جائے ،اور اس کے نامطلوب رد عمل بھی سامنے نہ آنے پائیں۔(غور کریں)۔

جنسی غلط عادتوں کے مقام میں بھی عین اسی وقت جب اس کی تحریک جوانوں میں پیدا ہوتی ہے ایسے پروگرام کو وقت سے پہلے تلاش اور اس پر عمل کیا جائے جیسے علمی اور ورزشی مقابلہ ،یا کوئی دلچسپ ورزش ،پہاڑوں پر گھومنا ،گھڑ سواری وغیرہ....ان کاموں کو اس قدر مسلسل انجام دیا جائے کہ یہ بری عادت کی جانشین بن جائیں۔

۵۔ ہر حال میں تنہائی سے پرہیز۔

ایسے افراد کو بغیر کسی قید و شرط کے تنہا رہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ہرگز اکیلے نہ رہیں، گھر میں بھی تنہا نہ رہیں، رات کو کمرہ میں اکیلے نہ سوئیں، خلوت میں مطالعہ کے لئے اکیلے نہ جائیں۔

کسی جگہ پر صرف تنہائی کا احساس ہوتے ہی فورا وہاں سے باہر نکل جائیں۔

اس طرح کے لوگ اس نکتہ کو کبھی فراموش نہ کریں کہ جیسے ہی اپنے آپ میں گذشتہ عادت کی پہلی تحریک کو محسوس کریں فورکسی دوسرے کام میں مشغول ہو جائیں۔ اگرچہ اس نکتہ کو فراموش کرنا بہت سخت کام ہے۔

ہر جوان کی فکر میں اس عادت کو پرورش دینے کے لئے تنہائی بہترین اور کامل راستہ ہے لہذا جو جوان بھی اپنی خوش بختی، سلامتی اور استمناء کے خطروں سے سلامتی کا خواہاں ہے اسے تنہائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۶۔ پہلی فرصت میں شادی۔

ان افراد کے پاس اگر امکانات موجود ہیں تو پہلی فرصت میں شادی کریں ،یہاں تک کہ اگر ان کے پاس صرف رشتہ (البتہ عقد شرعی کرنا زیادہ بہتر ہے) کرنے کے امکانات فراہم ہوں تو (لیک عقد شرعی جاری ہوگیا ہو) اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

مختصر یہ کہ شادی اس جنسی بے راہ روی سے مقابلہ کرنے کے لئے قابل دید تاثیر رکھتی ہے۔اگر ہم توقعات کے دامن کو چھوٹا اور بیجا تشریفات کو حذف کرلیں تو شادی نہایت ہی سادہ اور آسان امر ہے۔ لیکن افسوس کہ غلط رسم و رواج اور غلط بندشوں نے ہر طبقے(پڑھے لکھے اور جاہل لوگوں) کے ہاتھ پیروں میں زنجیریں ڈال دی ہیں۔

بعض جوان عام طور پر شادی کرنے سے ڈرتے ہیں ۔ البتہ یہ وحشت مکمل طور پر بے بنیاد ہے اس لئے کہ تمام قوانین پر عمل پیرا ہونے سے غلط عادتیں بھی آسانی سے چھوٹ جاتی ہیں اور شادی کے تمام مراحل میں بھی وہ کامیاب ہوجاتا ہے ۔

۷۔ اپنے نفس کو تلقین اور ارادے کی تقویت ۔

"تلقین "(یعنی خود کو آگاہ کرنا یا سمجھانا) اس عادت سے مقابلہ کرنے میں بہترین کردار ادا کرتی ہے ۔

اس عادت میں بتلا افراد کو چاہیے کہ مسلسل خود کو تلقین کرتے رہیں کہ وہ اس غلط عادت کے ترک کرنے پر مکمل طور پر قادر ہیں ۔

کیونکہ تلقین اس بیماری میں بتلا افراد کے لئے بہت قوی اور سریع اثر رکھتی ہے ، جیسا کہ ایک ماہر نفسیات (ڈاکٹر ویکٹور پوشہ فرانسی) کہتا ہے :" اس تلقین کو مندرجہ ذیل صورت میں چند روز تک مسلسل انجام دیں " ہر دن سکون و اطمئنان کی جگہ بیٹھ کر جب اس کا ذہن ہر فکر سے خالی ہو تو اپنی فکر متمرکز کرکے ان جملوں کی تکرار کرے :"میں اس عادت کو اپنے سے مکمل طور پر دور کر سکتا ہوں، میں اس بات پر قادر ہوں "!اس سادہ تلقین کی تکرار انسان کی روح کی تقویت اور اس عادت بلکہ ہر عادت کے چھوڑنے کے لئے عجیب و غریب تاثیر رکھتی ہے(اگر آپ چاہیں تو آزما سکتے ہیں) ۔

اس کے علاوہ ارادے کی تقویت کے لئے کتابوں کا مطالعہ کریں، کافی کتابیں جو شخصیت کے رشد و تحکیم اور ارادے کی تقویت کے موضوع پر لکھی گئی ہیںموجود ہیں ۔جبکہ اس بات کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ تمام افراد جو اس عادت یا ہر بری عادت کے ترک کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ان کا اعتراف ہے کہ اس راہ کا سب سے پہلا قدم" مصمم ارادہ" ہے ۔

۸۔ مکمل پرہیز

اس علاج کے دوران گمراہ اور اس بیماری میں بتلا افراد کی معاشرت اور ہم نشینی سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے ، جیسے کسی وبا میں بتلا افراد سے فرار کیا جاتا ہے ، اس کے علاوہ اس عمل کے وحشتناک اور مہلک نتائج سے لاپروا نہ رہیں ، اور وسوسہ پیدا کرنے والی باتوں کو ہرگز گوش گذار نہ کریں ۔

اس بیماری میں بتلا غلط ساتھی اس راستہ کو جاری رکھنے کے لئے عجیب و غریب کردار ادا کرتے ہیں جو خود گناہ کا احساس نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو اس بدبختی کا شکار کرنا چاہتے ہیں اور اپنی غمگین کہانی میں انکو شریک بنانے کی کوشش کرتے ہیں ۔اس لئے وہ اس عمل کو ایک لطف اندوز اور بے ضرر عمل ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں ۔لیکن با ہوش جوان ان کے بچھائے ہوئے شیطانی جال میں کبھی نہیں پھنستے ۔

۹۔ عام قوت اور کھانے کی طاقت

کامل اور سالم غذا، جسمانی طاقت دینے کے علاوہ جوانوں کو اس عادت سے جو ان کے اعصاب کی کمزوری کا سرچشمہ ہے یا خود اعصاب کی کمزوری کا سبب ہے، ایک عجیب تاثیر عطا کرتی ہے ۔

ٹھنڈے پانی سے نہانا (موسم کو مدنظر رکھتے ہوئے) اور اس کے بعد بدن کو تولیے سے مساج دینا اس طرح کے افراد کی بہت مدد کرتا ہے ۔

اسی طرح ان کو چست لباس (جو مصنوعی تحریک کا باعث بنتے ہیں) پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے ۔ اس طرح کے لباس اصولی طور پر جوانوں کو نقصان پہنچاتے ہیںاور کبھی کبھی جسم کے فطری رشد و نمو کے لئے مضر اور خطرناک ہوتے ہیں، اس کے علاوہ وسوسہ اور تحریک جنسی کا سبب بنتے ہیں ۔

۱۰۔ ایمان اور عقیدے کی طاقت کا سہارا

ایمان اور عقیدے کی طاقت ایسے لوگوں کی بے حد معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے ۔ اور ان کو اس عادت کے چنگل سے چھٹکارا دلاتی ہے ۔

اس طرح کے افراد اپنے آپ کو بارگاہ رب العزت میں ذلیل اور مردود شمار نہ کریں، بلکہ ہمیشہ خداوند متعال کے لطف کے امیدوار رہیں، نماز کے وقت اور نماز کے بعد اپنے سر کو سجدے میں رکھ کر اپنے مہربان اور معاف کرنے والے خالق کے ساتھ راز و نیاز کریں ، اپنے مکمل قلبی انہماک اور اپنے وجود کے تمام ذرات کے ساتھ اس کی بارگاہ میںمتوسل کریںاور اس بدبختی سے نجات کی دعا کریں ، یقین رکھیں اگر کوئی جوان اس طرح خدا کی بارگاہ میں استمداد کریں تو اس کی مدد ضرور شامل حال ہوگی ، اور زندگی کی اس جنگ میں کامیابی ان کے قدم چوم لے گی ۔

اس کے علاوہ ہر جگہ اور ہر حال میں خدا کو حاضر و ناضر سمجھنا چاہئے اور کبھی بھی اپنے آپ کو اس بات کی اجازت نہ دیں کہ اس کے سامنے غلط کام انجام نہ دیں ۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر اس بیماری میں مبتلا حضرات مذکورہ قوانین پر دقت کے ساتھ ایک مہینہ تک عمل کریں تو منحرف راستہ سے نجات حاصل کرلیں گے ۔

قارئین کے فیصلوں کے چند نمونے

اس کتاب کے حوالے سے ہمیں بڑی تعدادمیں جھنجوڑنے والے خطوط موصول ہوئے، جسکا صرف ایک نمونہ بغیر کسی ردوبدل کے قاریان کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جس نے جوانوں کو پیدا کیا اور جس نے تمام انسانوں کو پاک پیدا کیا ہے۔

جیسا کہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا، بغیر کسی تمہید کے اپنی داستان آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں تاکہ جوانوں کے لئے عبرت بن جائے۔

میں ۱۹ سال کا جوان ہوں، نوجوانی میں قرآن اور امام زمانہ(ع) سے نہایت لگاؤ رکھتا تھا اور ابھی بھی وہ ہی صورت ہے، نا محرم پر نظر کرنے سے مجھے سخت نفرت تھی اور اس کو گناہ عظیم سمجھتا تھا، کبھی غلط نگاہ سے کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔

جس وقت میں نے بلوغ کی منزلوں میں قدم رکھا اور کالج میں داخل ہوا تو میرے اندر تغیر پیدا ہونا شروع ہوگیا، اور آہستہ آہستہ شیطان مجھ میں سرایت کرنے لگا، اور مجھے راہ راست سے منحرف کردیا، یہاں تک کہ نامحرم کو دیکھنا میری عادت بن گئی، اور غلط دوستوں سے آشنائی ہوگئی، انہوں نے اس عادت سے جو چار سال سے میرے دامن گیر تھی مانوس بنا دیا، کالج کے پورے چار سال تک میں نے اس گندی عادت کو جاری رکھا، اور ناقابل انکار پڑھائی کی کمی مجھ میں پیدا ہوگئی جس کو کاملا محسوس کرتا تھا، حالانکہ ہائی اسکول کے دوران میں ممتاز طالب علموں میں ہوتا تھا، لیکن کالج میں مجھے بار بار امتحان دینے پڑے، چار سال تک میں خدا سے دور اپنے آپ سے غافل اور پستی میں رہا، یہاں تک کہ ان چار سالوں میں میری تمام صلاحیتیں من جملہ میری صحت ختم ہوگئی، اس عمل کے تمام اثرات مجھ میں ظاہر ہوگئے، جسمانی کمزوری، خون کی کمی، حافظہ کا فقدان، ہاتھوں میں رعشہ، انکھوں کا کمزور ہوجانا وغیرہ۔

کالج کے چوتھے سال میں غفلت کی نیند سے بیدار ہوا اور کوشش کرتا رہا کہ اس عمل سے نجات حاصل کرلوں لیکن میری تمام کوششیں رایگاں ہوجاتیں، دو تین دن تو تحمل کرتا لیکن پھر واپس اسی عادت پر پلٹ آتا، اس سال گرمیوں تک اس عمل کو ترک کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں کرتا رہا آخر کار ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا، خداوند عالم، ائمہ، اور امام زادوں سے توسل کیا، اذان سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت سنتا اور آنسو بہاتا، اس وقت میں خون کے آنسو بہاتا مگر میری آنکھوں کے آنسو خشک ہو چکے تھے، کسی سے میں اپنا درد دل بھی بیان نہیں کر سکتا تھا۔

اس وقت میں تلاوت قرآن کرتا اور اپنے خالق سے باتیں کرتا اور اس سے مدد طلب کرتا ، ۲ یا ۳ دن تک اس عمل کو انجام دیتا لیکن تیسرے روز پھر اسی عمل کو انجام دیتا اور اس کے بعد گریا و زاری کرتا ، اور حمام جاکر غسل کرتا ، پھر اس کو ترک کرنے کا مصمم ارادہ کرتا ، لیکن آپ نہیں جانتے کہ جب میں اس عمل کو چھوڑ دیتا تھا تو میں کس قدر خوشی ہوتا تھا کہ گویا اللہ نے میرے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے ! لیکن اللہ شیطان پر لعنت کرے پھر---

مختصر یہ کہ غروب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کو سنتا تھا اور ساتھ ساتھ گریہ و زاری کرتا اور اللہ سے مدد طلب کرتا تھا اور اس کی پناہ کا مطالبہ کرتا ، اس کے بعد نماز پڑھتا اور دعا کرتا کہ اللہ تمام جوانوں کو جو اس عمل کے عادی ہیں اور من جملہ مجھ کو نجات عنایت فرما ۔

میں اپنے دوستوں کو دیکھتا کہ کس درجہ ترقی کر رہے ہیں اور ایک میں ہوں جو بالکل ان کے برعکس ہوں ، پستی کے راستوں کو طے کرتے ہوئے میں نے سن ۱۳۷۰ء کے متحانی مقابلہ (compation) میں شرکت کی اور اس میں ناکام ہوا جس کی وجہ میں اسی عادت کو سمجھتا ہوں ، اس دوران کبھی بھی اللہ کا لطف میرے شامل حال نہ ہوا ، آخر کار اللہ نے میرے حق میں ایک مہربانی فرمائی کہ ایک دن لائبریری میں میری نظر ایک کتاب پر پڑی جس کا نام "جوانوں کے جنسی مشکلات اور ان کا حل" تھا ۔ مینّے اس کتاب کو خرید لیا ، یہ کتاب وہی کتاب نجات تھی جس نے مجھے ہلاکت کی پستی سے نجات عطا کردی ۔ یہ ہی کتاب ہے جو اکثر جوانوں کو نجات یافتہ بناتی ہے ، اگر جوان اس میں بتائے ہوئے دستورات پر عمل کرے تو یقینا اس عمل کے ترک کرنے میں حتمی کامیابی نصیب ہوگی ۔ میں اپنے خالق کا شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنے لطف میں مجھے شامل فرمایا اور یقینی ہلاکت اور پستی سے مجھے نجات بخشی ہے ۔

میں نے کتاب کے تمام مطالب کو اچھی طرح پڑھا ہے اور اس میں ذکر دس دستورات پر مکمل طریقے سے عمل کیا اور اس کے ساتھ نماز کو اول وقت ادا کرتا اور اس کے بعد اللہ سے دعا کرتا کہ اللہ تمام جوانوں کو اور مجھ کو اس عادت سے نجات عنایت کرے ۔ اور آیۃ الکرسی کی ہر روز اس قدر تکرار کرتا تھا کہ جب بھی گناہ کی فکر ذہن میں آتی فورا آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا تھا ، اور اس کی حیرت کن تاثیر کا مشاہدہ کرتا تھا ۔

ان دو آیتوں کو: "اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ، ذکرواللہ ، فاستغفروا بھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ، ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعملون" اور "ان الذین اتقوا اذا مستھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون" ہمیشہ پڑھتا تھا جس کے نتیجے میں کلی طور پر میرے ذہن سے وہ بد بختی والی فکر خارج ہوگئی ، یہ دونوں آیتیں یقینا بہت موثر ہیں ۔

سب سے پہلے میں نے پختہ ارادہ کیا کہ نامحرم عورتوں اور لڑکیوں پر نظر نہیں ڈالوں گا ، اس کے بعد مینّے اپنے پورے دن کا ایک پروگرام بنایا تاکہ مجھے عمل بد انجام دینے کے لئے بالکل فرصت نہ مل سکے وغیرہ ۔ جسکی مکمل تفصیل کتاب "جوانوں کے جنسی

مشکلات اور ان کا حل" میں بیان کی گئی ہے ۔ پہلی بار میں نے اپنے یقین و ایمان کو قوی کیا اور خداوند متعال سے مدد کی درخواست کی جو کہ باقی تمام چیزوں سے مہم ہے ۔ میں اس جملے پر جو اس کتاب کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے مکمل یقین رکھتا تھا ۔" ہمیں یقین ہے کہ اگر اس بیماری میں بتلا حضرات مذکورہ قوانین پر دقت کے ساتھ ایک مہینہ تک عمل کریں تو منحرف راستہ سے نجات حاصل کرلیں گے ۔"

مختصر یہ کہ کئی بار مرحم ارادہ کرنے کے بعد آخر کار میںؔ اس عمل کے ترک کرنے میں کامیاب ہوگیا، اور نجات پا گیا ۔ اور اب تک جب میں اس خط کو تحریر کر رہا ہوں، اس عمل کو چھوڑے ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں ۔ آپ نہیں جانتے کہ جب ایک مہینہ ہو گیا تھا تو میں کس قدر خوش تھا، میں نے دو رکعت نماز شکر پڑھی اور ابھی تک وہ دو رکعت نماز شکر مسلسل پڑھتا ہوں اور اپنے پروردگار سے دعا گو ہوں کہ اس احساس کو تمام جوانوں میں پیدا کرے جو اس جنسی عادت میں بتلا ہیں (انشاء اللہ) ۔

جو جوان اس عمل کو انجام دیتے ہیں اگر وہ اس بات کو جان جائیں کہ یہ عمل کس قدر خطرناک اور اس کے نتائج کتنے بدبخت اور ہلاک کرنے والے ہیں، تو وہ یقینا اس کو ترک کرنے کا مصمم ارادہ کرلیں گے اور کتاب میں بتائے گئے دستورات پر عمل کریں گے اور یقینا ایک مہینے میں اس عادت سے نجات پا جائیں گے ۔ انشاء اللہ ۔

دل چاہتا ہے کہ فریاد کروں اور تمام انسانوں کو پکار پکار کر کہوں کہ میں نے بدبختی اور پستی کی موت سے نجات حاصل کر لی ہے

۔

دل چاہتا ہے کہ خون کے آنسو رؤوں، ناکامی کے آنسوں نہیں بلکہ خوشی اور کامیابی کے آنسوں ۔

دل چاہتا ہے کہ گھر والوں سے بہت سی باتیں کروں اور ہنستا رہوں اس لئے کہ دو مہینے پہلے تک اس طرح کی ہنسی جو دل سے نکلتی ہے کبھی میرے لبوں پر نہیں آئی ۔ اس وقت میں بہت کم بات کرتا تھا ۔

خدایا تیرا شکر کہ تونے اپنے لطف سے بہرہ مند کیا جو بندہ تجھ سے دور بھاگ رہا تھا ۔

خدایا تیرا شکر کہ تونے مجھے حقیقت سے آشنا کرایا اور میری مدد کی کہ میں حقیقت سے پیوستہ ہو جاؤں ۔

عزیز جوانوں! ملک کے مستقبل ساز جوانوں! کوشش کرو اگر پاک ہو تو ہمیشہ پاک رہو، اگر پاک نہیں ہو تو پاک ہو جاؤ، اور کتاب " جوانوں کے جنسی مشکلات اور ان کا حل "کا مطالعہ کرو اور اس کے دستورات پر عمل کرو، یقین جانوں کہ اگر آپ اس عادت کا شکار ہیںتو ضرور نجات پاؤ گے ۔ اور آپ کو مطمئن ہونا جا چاہیے کیونکہ میری نجات کے آخری لمحے میں میرے دل میں ایک ایسی امید پیدا ہوگئی تھی جس کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے نجات حاصل ہوگی ۔

عزیز جوانوں! اگر تم نے ارادہ کیا تھا کہ اس عمل کو چھوڑ دو گے اور پھر ناکام ہوگئے، تو دوبارہ پختہ ارادہ کرو اور کبھی بھی ناامید نہ ہونا کبھی یہ مت کہنا کہ اب وقت گذر گیا ہے، اگر تم نے اس عمل کو بہت زیادہ انجام دیا ہے تو مکرر ارادے کی پختگی سے یقینا

کامیاب ہو جاؤ گے ۔ مصمم ارادے کی اس وقت تک تجدید کرو جب تک اپنی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو ۔ انشاء اللہ، یقینا تم اپنی کامیابی کو اپنی آنکھوںٖضرور دیکھو گے، لہذا آئندہ ارادہ کو مصمم ارادے کے ساتھ انجام دو ۔

اس کتاب کے ضمن میں ایک دوسری کتاب "پریشانیوں اور نا امیدی پر غلبہ کا بہترین راستہ" (بہترین غلبہ بر نگرانیھا و نا امیدیھا) کا مطالعہ کرنانہایت ہی فایدے مند ہے ۔ (انتشارات نسل جوانان) ۔

اوراے پاکیزہ افراد! آپ نے اس کتاب کو لکھ کرخطرناک دلدل میں پھنسے بہت سے جوانوں کو نجات عطا کی ہے اور نجات دے رہے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ آپ کو ہم جوانوں کے شکریہ کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ آپ اپنی محنت اور ہمت کا اجر اپنے خداوندعالم سے طلب کرو گے ۔

خدایا ہم جوانوں کو اس عادت کے ترک کرنے میں مدد فرما!تاکہ کامیاب وکامران ہو جائیں ۔

خدایا ہم جوانوں کوہدایت فرما کہ ہم اپنی قدر و قیمت سے آشنا ہو جائیں تاکہ اس طرح کے غلط کاموں کو انجام دینے سے دور رہیں اور نامحرم پر نگاہ کرنے سے دور رہیں، اس لئے کہ ان کاموں سے ہم نہایت پستی میں چلے جائیں گے ۔

خدایا میں جانتا ہوں کہ اس عمل کے ارتکاب سے میرا حافظہ اورفراست ضایع ہو گئی ہے، میرے گذشتہ حافظہ اور فراست کو واپس پلٹا دے !مجھے یقین ہے کہ اگرمیں تیری پناہ میں آجاؤں تو میرا کھویا ہوا حافظہ اور فراست واپس مل جائیگی ۔ لہذا اے ارحم الراحمین میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں!

خدا جن جوانوں نے اس عمل کو ترک کیا ہے، ان کی تو خود مدد فرماتا کہ گذشتہ نقصان کو پورا کرسکیں ۔

خدایا ہمارے گذشتہ اعمال کی توبہ کو قبول فرما !اور ہماری مدد فرما کہ ہم پھر اس جانسوز عمل میں دوبارہ مبتلا نہ ہوں ۔ اور ہر وہ جوان جو میری طرح اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو نجات عنایت فرما، چونکہ تمام امور تیرے اختیار میں ہیں ۔

خدایا ! وہ تمام افراد جو جوانوں کی راہنمائی کے کوشاں ہیں ان کی مدد فرماتا کہ وہ مزید بہتر طریقے سے اس خدا پسند کام کو انجام دے سکیں، اوربہشت جاویداں ان کو نصیب فرما ۔

خدایا شکر شکر شکرلاکھ مرتبہ شکر

خدا حافظ اور التماس دعا

آپ کا مخلص

فہرست

مقدمہ : 4

گھر والوں کو بیدار کرنے کے لیے چند ضروری ہدایات: 4

اسکا راہ حل کیا ہو سکتا ہے؟ 4

پہلی فصل : شادی !ایک مشکل مسئلہ 6

۱ ۔ شریک حیات کے انتخاب میں مشکلات کا سامنا ۔ 6

فصل دوم : شادیوں کی تعداد میں کمی واقع ہونا انسانی معاشرے کا ایک بڑا المیہ ہے ۔ 10

فصل سوم: ناجائز تعلقات کی فراہمی شادیوں میں قلت کی ایک اہم علت ہے ۔ 13

فحاشی اور بدنام اڈوں کے نتائج 14

فصل چہارم : وہ وزنجیریں جس نے جوانوں کے ہاتھ پیروں کو جکڑ لیا ہے 16

اہم نکتہ: 18

فصل پنجم : شادی شدہ زندگی کے سات سخت موانع 19

چھٹی فصل : سختی سے کام لینے والے والدین 23

فصل ہفتم : شریک حیات کا انتخاب کون کریگا: جوان یا والدین ؟ 26

یہ میری پسند ہے اور یہ میرے والدین کی پسند! 26

آٹھویں فصل : شعلہ ور عشق 30

جوانوں کی زندگی میں ایک پر خطر اور نہایت سخت راستہ 30

عشق کے شاعرانہ پردے میں: 31

نویں فصل: عشق کے خطرے 33

عشق کا پہلا خطرہ: 33

دسویں فصل : باغی عشق : 36

گیارہویں فصل: عشق اور خواب و خیالات 39

عشق اور تخیلات : 39

عشق خیالات کو بہت تیزی سے بھڑکاتا ہے 39

عشق اور توقعات : 40

عشق اور بدلہ : 40

بارہویں فصل : تجارتی شادیاں: 42

تیرہویں فصل : ہوا وہوس کی شادیاں 44

کتاب کا دوسرا حصہ: جنسی انحرفات 46

پہلی فصل : جوان اور جنسی کجروی.. 46

پہلا خط.. 46

دوسرا خط : 48

تیسرا خط 49

دوسری فصل:جنسی انحرفات کے مہلک نتائج 51

غیر آلودہ افراد کے لئے محفوظ رہنے کا راستہ اور آلودہ افراد کا علاج.................................. 51

استمناء کے نقصانات:.. 52

استمناء پر قابو نہیں پایا جاسکتا 53

تیسری فصل :جنسی مشکلات میں ایک بڑی غلط فہمی 55

اہم مسئلہ یہاں ہے... 56

اس بیماری سے بچنے کے دستورات اور طریقے ۔ 57

پہلا قدم: 57
چوتھی فصل :دس قوانین.. 61
مصمم ،راسخ اورناقابل عدول ارادہ 61
۱۔ ہرطرح کی مصنوعی تحریک سے پرہیز کرنا۔ 62
۲۔اپنے پورے وقت کو مختصر کاموں سے منظم کرنا 63
۳۔ ورزش کی طرف خاص توجہ.. 64
۴۔ایک عادت کو دوسری عادت کا جانشین ہونا چاہیے۔ 64
۵۔ ہرحال میں تنہائی سے پرہیز۔ 65
۶۔پہلی فرصت میں شادی۔ 65
۷۔اپنے نفس کو تلقین اور ارادے کی تقویت۔ 66
۸۔ مکمل پرہیز.. 66
۹۔ عام قوت اور کھانے کی طاقت.. 67
۱۰۔ ایمان اور عقیدے کی طاقت کا سہارا 67
قارئین کے فیصلوں کے چند نمونے.. 68